بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

فہرست ---------------------------------- 1

﴿حصہ اول﴾ ------------------------------- 10

حیات و خدمات ----------------------------- 10

بنیادی تعارف ------------------------------ 11

خاندانی اوصاف ----------------------------- 17

5: سرداری: 19

6: تجارت: 19

7: پہلوانی، گھڑ سواری: 20

سابقہ آسمانی کتابوں میں نشانیاں ---------------- 21

تورات میں آپ کی نشانیاں: 21

انجیل میں آپ کی نشانیاں: 21

قبولِ اسلام ------------------------------- 22

[1]: عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے لیے نبوی دعا 22

[3]: قبولِ اسلام کے وقت دعائے نبوی 27

[4]: امت کے چالیسویں مسلمان 27
[5]: عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آسمانوں میں خوشیاں 28
[6]: مشرکین کی مایوسی 28
[7]: قبولِ اسلام کی تشہیر 29
[8]: عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام فتح و نصرت کا پیش خیمہ 30
[9]: عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام مسلمانوں کے لیے باعثِ عزت 31

جرات مندانہ اقدام؛ علانیہ ہجرتِ مدینہ ---------------- 32

مدینہ منورہ میں ---------------------------- 34

مدینہ آمد: 34
عقد مؤاخات: 35
دختر عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں: 35
تمام غزوات میں شرکت: 37

موافقات عمر رضی اللہ عنہ ---------------------------- 39

عمر رضی اللہ عنہ... اس امت کے محدَّث: 39
عمر رضی اللہ عنہ... بولتے بھی حق سوچتے بھی حق: 40
[1]: اللہ کافروں کا دشمن ہے: 40
[2،3،4]: مقام ابراہیم کے قریب نماز، ازواج مطہرات کو حکم حجاب اور نصیحت: 41

[5]: نبی کا فیصلہ نہ ماننے والا مومن نہیں: 44
[6]: شراب کی حرمت: 45
[7]: بدر کے قیدیوں کا معاملہ: 47
[8]: منافق کی نماز جنازہ: 49
[9]: اللہ برکت والا اور سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے: 51
[10]: گھروں میں داخل ہوتے وقت اجازت مانگنا: 54
[11]: منافقین کے لیے عدم استغفار: 56

فضائل واوصاف عمر رضی اللہ عنہ ---------- 58

[1]: ایمانِ عمر رضی اللہ عنہ کی نبوی شہادت: 58
[2]: علم عمر رضی اللہ عنہ کے بارے ایک نبوی خواب: 59
[3]: دانائی عمر رضی اللہ عنہ کے بارے ایک خواب: 60
[4]: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع وبصر: 62
[5]: عمر رضی اللہ عنہ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر: 62
[6]: رجوع الی اللہ: 63
[7]: عمر رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ: 64
[8]: غضب باعث عزت، خوشی باعث عدل: 65
[9]: اوصاف فاروقی بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: 66
[10]: اوصاف فاروقی بزبان ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: 66
[11]: عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا حفاظتی دروازہ: 68

[12]: عمر رضی اللہ عنہ... جنتی ہیں: 69
[13]: اہل جنت کا چراغ: 69
[14]: فضائل عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرنے میں عمر نوح چاہیے: 70

استخلافِ ابی بکر رضی اللہ عنہ میں نمایاں کردار ---------- 71

انصار کی آمادگی: 72
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان: 73
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز: 74
بیعتِ خاصہ میں انصار کی سبقت: 75
بیعتِ عامہ: 75

عہد صدیقی میں ---------- 77

جمع قرآن کی تحریک: 77
مال غنیمت کی تملیک و تقسیم کا مسئلہ: 79
استخلاف عمر رضی اللہ عنہ: 81

اپنے عہد خلافت میں ---------- 83

خلافت کے بعد پہلا خطبہ: 83
امیر المومنین کا لقب: 85
عدل و انصاف کی اساس پر مبنی خطبہ: 86
سربراہ کا سادہ معیار زندگی: 89

امور خلافت میں اصحاب رسول سے معاونت: 95
احساس ذمہ داری اور جفاکشی: 95
قیام امن کی عملی کاوشیں: 97
کمال دیانت وبلندی اخلاق: 98
انسانی حقوق میں مساوات: 100
حقوقِ نسواں کا حقیقی تصور: 101
اشکال: 102
جواب: 103
بیت المال کے منظم نظام کی بنیاد: 104
بیت المال سے وظیفہ: 105
معلمین ِ قرآن کی باقاعدہ تنخواہ کا اجزاء: 106
اسلامی تقویم کی بنیاد: 107
عمال کی تربیت اور سرزنش: 109
عامل مصر عیاض بن غنم کا واقعہ: 109
عمال کی نگرانی اور رعایا کی خوشحالی: 112
رعایا کی تربیت اور تادیبی کارروائی: 113
رعایا کی خبر گیری اور خدمت: 114
نومولود بچوں کا سرکاری وظیفہ: 117
ذخیرہ اندوزی کی روک تھام: 119
رعایا پر اثرات: 121

فتح بیت المقدس کا عجیب سفر: 122
غیر مسلموں کی جان، مال اور عبادت گاہوں کا تحفظ: 124
منافقین سے برتاؤ: 125

زمانہ عدل کی بہاریں ---------------------- 127

1: پانی کا موافق ہونا: 127
2: ہوا کا موافق ہونا: 129
3: زمین کا موافق ہونا: 130
4: آگ کا موافق ہونا: 131

علمی ذوق اور فقہی فیصلے ---------------------- 132

علمی مجالس کا انعقاد: 132
حقیۃ الاعتقاد: 132
معرفت نزول قرآن: 135
حفاظت لغت عرب برائے تفسیر قرآن: 136
ابنیت مسیح کی تردید: 137
عقیدہ ختم نبوت: 138
مسئلہ عذاب قبر پر ایک مجوسی سے فیصلہ کن مناظرہ: 138
شبہات سے بچنے کا نسخہ فاروقی: 140
غیر مسلموں کے تہواروں سے بچنے کا حکم: 140
اتباع سنت اور حضرت عمر: 141

مسئلہ تقلید اور حضرت عمر: 142

مسئلہ توسل اور حضرت عمر: 143

فائدہ: 144

فائدہ: 144

فجر کی سنتوں کی قضاء کا وقت اور حضرت عمر: 144

مسئلہ ترک قراءۃ خلف الامام اور حضرت عمر: 146

مسئلہ آمین بالسر اور حضرت عمر: 147

مسئلہ ترک رفع الیدین اور حضرت عمر: 148

مسئلہ بیس (20) تراویح اور حضرت عمر: 149

مسئلہ قضاء صلوٰۃ اور حضرت عمر: 151

مسئلہ تکبیرات جنازہ اور حضرت عمر: 152

مسئلہ تین طلاق اور حضرت عمر: 154

مطلقہ ثلاثہ کی دوران عدت رہائش اور خرچ کا مسئلہ: 156

تعلیماتِ عمر رضی اللہ عنہ ---------------------- 158

مرکز علم کوفہ کی آبادکاری: 158

خوف خداوندی کی تعلیم: 159

سنت نبویہ کی تعلیم: 159

نمازوں کی نگرانی اور فرائض کی پابندی کی تعلیم: 160

محافظتِ حج کی تعلیم: 161

حرمت مکہ کی تعلیم: 161
حصول تقویٰ کی تعلیم: 161
تواضع کی تعلیم: 162
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے توکل کا معنیٰ: 163
متعدی امراض اور سماجی فاصلے کی تعلیم: 163
طریقہ دعا کی تعلیم: 164

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت رضی اللہ عنہم ------------- 165

ازواج مطہرات سے عقیدت: 165
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت: 166
حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت: 166
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو یمنی لباس کا ہدیہ: 168
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اصحابِ بدر کے برابر وظیفہ دینا: 169
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عزت و توقیر: 169

سفر آخرت ------------------------- 171

شوقِ آخرت: 171
مدینہ میں شہادت کی تمنا: 172
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خواب میں وفاتِ عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ: 172
قاتلانہ حملہ اور ادائیگی قرض کی تلقین: 174
اپنے بعد خلیفہ کی نامزدگی کا معاملہ: 177

ابوعبیدہ وسالم رضی اللہ عنہما کے بارے اظہار رائے: 178
امر خلافت کے بارے متعدد تدابیر کے اختیار کرنے کا حکم: 179
اپنے مابعد خلیفہ کو وصیت: 184
آخری وقت آخر میں غلبہ خوف خدا: 185
روضہ اقدس میں دفن ہونے کی خواہش: 186
غسل، کفن اور جنازہ: 187
حضرت عمر کا جنازہ: 188
قبر مبارک میں کس نے اتارا؟ 188
یوم شہادت: 189
مدت خلافت: 189
تدفین عمر کے بعد حضرت عائشہ کا طرز عمل: 189
شہادت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین: 191

﴿حصہ اول﴾

حیات و خدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنیادی تعارف

ولادت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ الْفِيلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً.

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ص 551 ترجمۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے 13 سال بعد (مکہ) میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 535ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تذکرے کے تحت فرماتے ہیں:

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنُ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ يَلْتَقِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَعْبٍ.

سیر السلف الصالحین: ص 39 ذکر ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: عمر بن الخطاب بن نُفَیل بن عبد العُزیٰ بن رَباح بن عبد اللہ بن قُرط بن رَزَاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب (آٹھویں پشت میں) کعب پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

کنیت:

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ الاصبہانی رحمہ اللہ

(ت430ھ) فرماتے ہیں:

يُكْنٰى أَبَا حَفْصٍ۔

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ص38 مَعْرِفَةُ نِسْبَةِ الْفَارُوْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، الرقم 130

ترجمہ: آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو حفص تھی۔

لقب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَهُوَ الْفَارُوقُ فَرَقَ اللهُ بِهٖ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص205 اسلام عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ایوب بن موسیٰ رحمہ اللہ (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق بات کا الہام عمر کے دل پر اور اس کا اظہار عمر کی زبان پر فرمایا۔ وہ فاروق ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق اور باطل میں فرق ظاہر کیا ہے۔

حلیہ مبارک / وضع قطع:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَصِفُ عُمَرَ يَقُوْلُ: رَجُلٌ أَبْيَضُ تَعْلُوْهُ حُمْرَةٌ طُوَّالٌ اَشْيَبُ اَصْلَعُ.

تاریخ الطبری: ج4 ص196 ذکر صفتہ [عمر رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ اوصاف بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سفید رنگت والے، سرخی مائل، خوب لمبی قدو قامت والے، بھرپور جوانی والے انسان تھے آپ کے سر مبارک کے آگے کی طرف سے کچھ بال جھڑے ہوئے تھے۔

ازواج واولاد:

امام ابوالحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ زَيْنَبَ بِنْتَ مَظْعُونِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللهِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَكْبَرَ، وَحَفْصَةَ...... وَتَزَوَّجَ مُلَيْكَةَ بِنْتَ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَوَلَدَتْ لَهُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ...... وَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ...... وَتَزَوَّجَ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ فِي الْإِسْلَامِ، فَوَلَدَتْ لَهُ فَاطِمَةَ. وَتَزَوَّجَ جَمِيلَةَ أُخْتَ عَاصِمِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ أَبِي الْأَقْلَحِ الْأَوْسِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فِي الْإِسْلَامِ، فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمًا...... ثُمَّ تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَأَصْدَقَهَا أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَوَلَدَتْ لَهُ رُقَيَّةَ وَزَيْدًا وَتَزَوَّجَ لُهَيَّةَ امْرَأَةً مِنَ الْيَمَنِ، فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَوْسَطَ وَقِيلَ الْأَصْغَرَ...... وَكَانَتْ عِنْدَهُ فُكَيْهَةُ أُمُّ وَلَدٍ فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْنَبَ، وَهِيَ أَصْغَرُ وَلَدِ عُمَرَ. وَتَزَوَّجَ عَاتِكَةَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ.

الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج 3 ص 53 ثم دخلت سنۃ ثلاث وعشرین

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں (قبل از اسلام) زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب بن حذافۃ بن جمح سے شادی کی اور ان سے (آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی، بیٹوں کے نام یہ ہیں) حضرت عبد اللہ، حضرت عبد الرحمٰن اکبر رضی اللہ عنہما اور (بیٹی کا نام) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہے...... آپ نے زمانہ جاہلیت میں (قبل از اسلام) ملیکہ بنت جرول الخزاعی سے شادی کی اور ان سے عبید اللہ بن عمر پیدا ہوئے...... آپ نے زمانہ جاہلیت میں (قبل از اسلام) قُریبہ بنت ابی امیہ المخزومی سے شادی کی۔ آپ نے زمانہ اسلام میں ام حکیم بنت الحارث بن ھشام المخزومی سے شادی کی اور ان سے فاطمہ پیدا ہوئیں...... آپ نے زمانہ اسلام میں جمیلہ بنت ثابت بن ابی اقلح الاوسی الانصاری (یعنی عاصم بن ثابت کی بہن) سے شادی کی اور ان سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے...... آپ رضی اللہ عنہ نے (زمانہ اسلام میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے شادی کی (یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ صاحبزادی ہیں جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی ہیں) آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو حق مہر میں چالیس ہزار دراہم دیے۔ انہی سے سے آپ کا ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئی...... آپ رضی اللہ عنہ نے لُھَیّہ نامی ایک یمنی خاتون سے شادی کی۔ ان سے آپ کے (چھوٹے بیٹے) عبد الرحمٰن پیدا ہوئے ...... آپ رضی اللہ عنہ کے ماتحت فُکیھہ نامی ایک ام ولد بھی تھیں۔ ان سے آپ کی بیٹی زینب پیدا ہوئی اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ اسی طرح آپ نے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے بھی شادی کی۔

فائدہ: عبارت کے درمیان (........) کا نشان علامت حذف ہے۔ جس کا معنٰی یہ ہے کہ یہاں کچھ عبارت کو قصداً چھوڑ دیا گیا ہے۔

نوٹ: آسانی کے پیش نظر مذکورہ عبارت کا خلاصہ درج ذیل جدول میں پیش کیا

جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ مختلف اوقات میں کل 8 خواتین سے شادی کی جن میں سے بیک وقت چار کو نکاح میں باقی رکھا اور چار کو طلاق دے دی۔ ایک آپ کی ام ولد تھیں اور آپ کے 6 بیٹے اور 4 بیٹیاں تھیں۔ ترتیب یہ ہے:

نمبر	نام	منکوحہ / مطلقہ	اولاد
1	زینب بنت مظعون	منکوحہ	عبد اللہ، عبد الرحمٰن اکبر، حفصہ
2	مُلَیکہ بنت جرول الخزاعی	مطلقہ	عبید اللہ
3	قُرَیبہ بنت ابی امیہ المخزومی	مطلقہ	کوئی نہیں
4	ام حکیم بنت الحارث المخزومی	مطلقہ	فاطمہ
5	جَمیلہ بنت ثابت الاوسی	مطلقہ	عاصم
6	ام کلثوم بنت علی الہاشمی	منکوحہ	زید، رقیہ
7	لُھَیَّہ	منکوحہ	عبد الرحمٰن (اصغر)
8	عاتکہ بنت زید	منکوحہ	کوئی نہیں
9	فکیہہ (ام ولد)	---	زینب

فائدہ: ”ام ولد“ اس باندی کو کہتے ہیں کہ جب وہ بچہ یا بچی کو جنم دے اور مالک اس کو اپنی اولاد تسلیم کر لے تو وہ باندی مالک کی وفات کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔

ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کا تذکرہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2881

ترجمہ: حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں تو ایک قیمتی چادر بچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المؤمنین! یہ چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (نواسی) کو دے دیں جو کہ آپ کی زوجہ ہے۔ ان کی مراد سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھی۔

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی رحمہ اللہ (ت 354ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَ عُمَرُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَهِيَ مِنْ فَاطِمَةَ وَدَخَلَ بِهَا فِيْ شَهْرِ ذِي الْقَعْدَةِ ثُمَّ حَجَّ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ.

کتاب الثقات لابن حبان: ج2 ص216

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (سن 17 ہجری میں) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں اور ام کلثوم کی رخصتی ذوالقعدہ میں ہوئی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔

خاندانی اوصاف

انسان کے کردار و عمل میں خاندانی اوصاف کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے، آپ رضی اللہ عنہ میں چند اوصاف بہت معروف تھے:

1: نسب دانی:

آپ علم الانساب کے ماہر تھے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے اخلاقی حیثیتوں کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ جانتے تھے۔

عمرو بن بحر بن محبوب الکنانی الشہیر بالجاحظ (ت 255ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنْسَبَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثُمَّ عُمَرُ.

کتاب البیان و التبیین للجاحظ: ج1 ص318 ذکر اسماء الخطباء والبلغاء

ترجمہ: اس امت میں نسب دانی کے امام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

2: شاعری:

آپ شعر وادب کے ماہر تھے۔

عمرو بن بحر بن محبوب الکنانی الشہیر بالجاحظ (ت 255ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللهُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِالشِّعْرِ.

کتاب البیان و التبیین للجاحظ: ج1 ص239 باب آخر من الشعر مما قالوا فی الخَطبِ واللّسَن والامتداح به

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باقی لوگوں کی نسبت شاعری کو زیادہ جاننے والے تھے۔

3: سفارت:

آپ کے خاندان میں یہ عہدہ چلا آ رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے بارہا سفارتی امور کے منتظم کی حیثیت سے سفر فرمائے۔

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

وَإِلَيْهِ كَانَتِ السِّفَارَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَكَانَتْ قُرَيْشٌ إِذَا وَقَعَتِ الْحَرْبُ بَيْنَهُمْ أَوْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ غَيْرِهِمْ بَعَثُوهُ سَفِيرًا أَيْ رَسُولًا.

تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج1 ص386 باب العین والمیم

ترجمہ: زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) میں سفارت کا منصب آپ کے پاس تھا۔ قریش کی جب آپس میں یا دیگر قبائل سے لڑائی چھڑ جاتی تو وہ آپ کو سفیر یعنی نمائندہ بنا کر بھیجا کرتے۔

4: شجاعت:

خداداد جسمانی طاقت کے باعث آپ کو پہلوانی میں ممتاز مقام حاصل تھا۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت279ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا التَّيَّاحِ يُحَدِّثُ فِي مَجْلِسِ الْحَسَنِ قَالَ: لَقِيَ رَجُلٌ رَاعِيًا فَقَالَ لَهُ: أَشَعَرْتَ أَنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الْأَعْسَرَ الْيَسَرَ- يَعْنِي عُمَرَ- قَدْ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: الَّذِي يُصَارِعُ فِي سُوقِ عُكَاظَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

انساب الاشراف للبلاذری، عمر بن الخطاب

ترجمہ: ابو ہلال رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو التیاح کو حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک شخص نے چرواہے سے ملاقات کی اور اس کو کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ بائیں ہاتھ والا تنگدست شخص (یعنی عمر) مسلمان ہو گیا

ہے؟ چرواہے نے کہا: وہ شخص جو عکاظ کے بازار میں پہلوانی کیا کرتا تھا۔ اس شخص نے کہا: جی ہاں۔

5: سرداری:

آپ رضی اللہ عنہ کے والد بھی اپنی قوم کے سردار تھے اور آپ بھی بحیثیت سردار لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

ڈاکٹر علی محمد محمد الصلّابی لکھتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ كَانَ يَقْضِيْ بَيْنَ الْعَرَبِ فِيْ خُصُوْمَاتِهِمْ قَبْلَ الْإِسْلَامِ۔

فصل الخطاب فی سیرۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ج4 ص18

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خاندانی طور پر) لوگوں کے مابین ہونے والی لڑائی جھگڑوں میں فیصلہ کرنے والے تھے۔

6: تجارت:

آپ مکہ کے بہت بڑے تاجر تھے۔

امام ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت694ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ الشَّامَ فِيْ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاجِرًا مَعَ أَصْحَابٍ مِنْ قُرَيْشٍ۔

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للطبری: ج2 ص342 الفصل العاشر: فی خلافتہ وما یتعلق بہا

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں قریشیوں کے ہمراہ بطور تاجر شام کا (تجارتی) سفر کیا۔

7: پہلوانی، گھڑ سواری:

آپ چاق و چوبند بدن کے مالک پہلوان تھے۔

ڈاکٹر علی محمد الصلّابی لکھتے ہیں:

حَذَقَ مِنْ أَوَّلِ شَبَابِهِ أَلْوَانًا مِنْ رِيَاضَةِ الْبَدَنِ فَحَذَقَ الْمُصَارَعَةَ، وَرُكُوبَ الْخَيْلِ وَالْفُرُوسِيَّةَ.

فصل الخطاب فی سیرۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ص18

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوانی کے آغاز میں مختلف جسمانی ورزشوں میں مہارت حاصل کرلی تھی، پہلوانی (کُشتی لڑنے)، گھڑ سواری اور گھڑ دوڑ میں خوب مشق کی۔

سابقہ آسمانی کتابوں میں نشانیاں

تورات میں آپ کی نشانیاں:

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی رحمہ اللہ (ت430ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: صِفَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي التَّوْرَاةِ قَرْنٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَمِيرٌ شَدِيدٌ.

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ص 48 مَعْرِفَةُ صِفَاتِ الْفَارُوقِ، الرقم 187

ترجمہ: وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تورات میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یہ علامت موجود ہے کہ آپ لوہے کا قلعہ یعنی مضبوط ترین حاکم ہوں گے۔

انجیل میں آپ کی نشانیاں:

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی رحمہ اللہ (ت430ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: رَكِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَسًا فَرَكَضَهُ فَانْكَشَفَ فَخِذُهُ فَرَأَى أَهْلُ نَجْرَانَ عَلَى فَخِذِهِ شَامَةً سَوْدَاءَ، فَقَالُوا: هٰذَا الَّذِي نَجِدُهُ فِي كِتَابِنَا أَنَّهُ يُخْرِجُنَا مِنْ أَرْضِنَا.

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ص45 مَعْرِفَةُ صِفَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَخَلْقِهِ، الرقم 167

ترجمہ: حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اس کو ایڑھ لگائی آپ کا کپڑا آپ کی ران سے ہٹا۔ اہل نجران (عیسائیوں) نے آپ کی ران پر کالا تل دیکھا وہ کہنے لگے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں ہم اپنی کتابوں میں یہ پیش گوئی پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دے گا۔

قبولِ اسلام

[1]: عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے لیے نبوی دعا

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ.

المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4ص34رقم الحدیث4540

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

[2]: قبولِ اسلام

امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ مُتَقَلِّدًا السَّيْفَ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ قَالَ: أَيْنَ تَعْمِدُ يَا عُمَرُ؟ فَقَالَ: أُرِيدُ أَنْ أَقْتُلَ مُحَمَّدًا قَالَ: وَكَيْفَ تَأْمَنُ فِي بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي زُهْرَةَ وَقَدْ قَتَلْتَ مُحَمَّدًا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَبَوْتَ وَتَرَكْتَ دِينَكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى الْعَجَبِ يَا عُمَرُ؟ إِنَّ خَتَنَكَ وَأُخْتَكَ قَدْ صَبَوَا وَتَرَكَا دِينَكَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ. قَالَ: فَمَشَى عُمَرُ ذَامِرًا حَتّٰى أَتَاهُمَا، وَعِنْدَهُمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يُقَالُ لَهُ خَبَّابٌ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ خَبَّابٌ حِسَّ عُمَرَ تَوَارَى فِي

الْبَيْتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْهَيْنَمَةُ الَّتِي سَمِعْتُهَا عِنْدَكُمْ؟ قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَءُونَ "طه" فَقَالَا: مَا عَدَا حَدِيثًا تَحَدَّثْنَاهُ بَيْنَنَا قَالَ: فَلَعَلَّكُمَا قَدْ صَبَوْتُمَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ خَتَنُهُ: أَرَأَيْتَ يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ؟ قَالَ فَوَثَبَ عُمَرُ عَلَى خَتَنِهِ فَوَطِئَهُ وَطْئًا شَدِيدًا، فَجَاءَتْ أُخْتُهُ فَدَفَعَتْهُ عَنْ زَوْجِهَا، فَنَفَحَهَا بِيَدِهِ نَفْحَةً فَدَمَّى وَجْهَهَا فَقَالَتْ وَهِيَ غَضْبَى: يَا عُمَرُ، إِنْ كَانَ الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَلَمَّا يَئِسَ عُمَرُ قَالَ: أَعْطُونِي هَذَا الْكِتَابَ الَّذِي عِنْدَكُمْ فَأَقْرَأَهُ - قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقْرَأُ الْكُتُبَ - فَقَالَتْ أُخْتُهُ: إِنَّكَ رِجْسٌ، وَ {لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ}، فَقُمْ فَاغْتَسِلْ أَوْ تَوَضَّأْ قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَقَرَأَ {طه}، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ: {إِنَّنِي أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي} قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: دُلُّونِي عَلَى مُحَمَّدٍ. فَلَمَّا سَمِعَ خَبَّابٌ قَوْلَ عُمَرَ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا عُمَرُ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ دَعْوَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ «اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ» قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّارِ الَّتِي فِي أَصْلِ الصَّفَا. فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتَّى أَتَى الدَّارَ قَالَ: وَعَلَى بَابِ الدَّارِ حَمْزَةُ، وَطَلْحَةُ، وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى حَمْزَةُ وَجَلَ الْقَوْمِ مِنْ عُمَرَ قَالَ حَمْزَةُ: نَعَمْ، فَهَذَا عُمَرُ، فَإِنْ يُرِدِ اللهُ بِعُمَرَ خَيْرًا يُسْلِمْ، وَيَتَّبِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ يُرِدْ غَيْرَ ذَلِكَ يَكُنْ قَتْلُهُ عَلَيْنَا هَيِّنًا قَالَ: وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَاخِلٌ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِينَ أَتَى عُمَرُ فَأَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهِ وَحَمَائِلِ السَّيْفِ فَقَالَ: «أَمَّا أَنْتَ مُنْتَهِيًا يَا عُمَرُ حَتَّى يُنْزِلَ اللهُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ وَالنَّكَالِ مَا أَنْزَلَ بِالْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، اللَّهُمَّ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، اللَّهُمَّ أَعِزَّ الدِّينَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ» قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، فَأَسْلَمَ وَقَالَ: اخْرُجْ يَا رَسُولَ اللهِ۔

تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج2 ص658، 659 اسلام عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن عمر بن خطاب تلوار لٹکائے گھر سے آرہے تھے راستے میں قبیلہ بنو زہرہ کے ایک شخص ملے، پوچھا: عمر! خیریت تو ہے کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے کہ محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ اگر آپ نے محمد کو قتل کر دیا تو بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے محفوظ رہو گے (یعنی وہ تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے) بنو زہرہ کے اس شخص نے کہا کہ (مجھ سے) حضرت عمر نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ تم بھی صابی (بے دین) بن گئے ہو اور پرانے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں داخل ہو چکے ہو۔ اس شخص نے کہا کہ عمر! میں آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ وہ یہ کہ آپ کی بہن اور بہنوئی بھی اس دین کو چھوڑ چکے ہیں جس (بت پرستی والے دین) پر آپ ابھی تک قائم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر سخت غصے میں وہاں سے چلے اور ان دونوں (بہن اور بہنوئی) کے ہاں پہنچے۔ ان کے پاس ایک مہاجر صحابی جن کا نام خباب رضی اللہ عنہ تھا موجود تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب عمر کی آہٹ سنی تو وہ گھر میں (ایک جگہ) چھپ گئے۔ عمر اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ یہ آہستہ سی آواز کس چیز کی تھی جو میں نے (یہاں داخل ہونے سے پہلے) تمہارے گھر سے سنی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان دونوں نے (بات کو ٹالنے کے لیے) کہا کہ ہم تو بس آپس میں

باتیں کر رہے تھے اس کے علاوہ کوئی آواز نہیں تھی۔ عمر نے کہا کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ تم دونوں اپنا سابقہ دین (بت پرستی والا) چھوڑ چکے ہو۔ عمر کے بہنوئی نے جواب دیا کہ عمر آپ کا کیا خیال ہے جس دین (بت پرستی) پر آپ ہو اس کے علاوہ سچا دین ہی وہی ہو (جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے)

راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سنی تھی کہ عمر اپنے بہنوئی کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ اور انہیں سختی سے زمین پر پٹخ دیا۔ آپ کی بہن اپنے شوہر کو چھڑانے آئیں تو آپ نے انہیں زور سے دھکا دیا جس سے وہ گر پڑیں اور انہیں اتنے زور سے مارا کہ ان کے چہرے سے خون نکل آیا۔ اس پر آپ کی بہن بھی غصہ میں آئیں اور فرمانے لگیں: عمر! یاد رکھو کہ سچا دین (دین اسلام) وہی ہے جو تیرے دین (بت پرستی) کے علاوہ ہے۔ اس لیے میں (اب تمہارے سامنے بھی علی الاعلان) گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے (برحق) رسول ہیں۔ جب عمر کو (بہن اور بہنوئی کے واپس بت پرستی والے دین پر آنے سے) مایوسی ہوئی تو کہنے لگے کہ اچھا وہ کتاب مجھے بھی دو جو تم پڑھ رہے تھے میں بھی اس کو پڑھتا ہوں (تاکہ یہ فیصلہ کر سکوں کہ تمہارا یہ دین سچا ہے یا نہیں؟) راوی کہتے ہیں کہ عمر ان لوگوں میں سے تھے جو پڑھے لکھے تھے۔ عمر کی بہن نے کہا کہ آپ (اس وقت اس کتاب کو ہاتھ نہیں لگا سکتے کیونکہ) آپ ابھی ناپاک ہیں۔ اور قرآن کا حکم ہے کہ ناپاک لوگ اس قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اس لیے آپ اٹھیں اور غسل کریں (یا وضو کرنے کا کہا) عمر اٹھے اور اعضائے وضو کو دھو کر آئے پھر آپ نے وہ صحیفہ لیا اور سورۃ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی اور اس آیت مبارکہ پر پہنچے۔ {إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي}

راوی کہتے ہیں کہ عمر نے کہا کہ مجھے محمد کے پاس لے چلو! جب یہ بات خباب

رضی اللہ عنہ نے سنی تو گھر باہر نکل آئے اور فرمانے لگے: عمر! مبارک ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے جمعرات کی شب دعا مانگی تھی آپ اس کی مراد بن چکے ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کی بدولت اسلام کو عزت (قوت) عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر مکان (دار ارقم) میں تشریف فرماتھے۔ عمر چل پڑے اور اس مکان تک تشریف لے آئے (جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے) مکان کے دروازے پر (بطور محافظ) حضرت حمزہ، حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عمر کے آنے سے لوگوں کو خوف زدہ ہوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ہاں ٹھیک ہے کہ عمر آرہاہے اگر اللہ نے عمر کے لیے خیر کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ اسلام قبول کرلے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرلے گا۔ اور اگر اللہ کا ارادہ اس کے علاوہ ہے تو عمر کو موت کے گھاٹ اتارنا ہمارے لیے معمولی سی بات ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ جب عمر آئے تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ چند لمحوں بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس (نزول وحی والی) کیفیت سے باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دامن کو پکڑا اور تلوار کی میان کو کھینچ کر فرمایا: عمر! کیا تم اس وقت تک (فساد سے) باز نہیں آؤ گے جب تک اللہ تم پر بھی وہی رسوائی اور ذلت و خواری مسلط نہ کر دے جو ولید بن مغیرہ پر نازل ہوئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگتے ہوئے عرض کی: اے اللہ! عمر آپ کے حضور حاضر ہے اس کی وجہ سے دین اسلام کو عزت (قوت) عطا فرما!

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کہا کہ میں اس بات

کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں (اس لیے آپ کی دعوت دین سچ پر مبنی ہے میں اسے قبول کرتا ہوں) اسلام قبول کیا۔ (جب نماز کا وقت ہوا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! (دارِ ارقم سے باہر کعبہ میں) تشریف لائیں (نماز مسجد حرام میں پڑھیں گے۔)

[3]: قبولِ اسلام کے وقت دعائے نبوی

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ صَدْرَ عُمَرَ بِيَدِهِ حِينَ أَسْلَمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَخْرِجْ مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غِلٍّ، وَأَبْدِلْهُ إِيمَانًا» يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا «

المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص308 رقم الحدیث 1096

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینے پر تین مرتبہ ہاتھ مار کر یہ دعا دی اے اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ میل کچیل ہو اسے دور فرما اور اس کے بدلے اس کے سینے کو ایمان سے بھر دے۔ (آپ نے یہ دعا تین بار ارشاد فرمائی)

[4]: امت کے چالیسویں مسلمان

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةٌ وَثَلَاثُونَ رَجُلًا وَامْرَأَةٌ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَسْلَمَ، فَصَارُوا

أَرْبَعِينَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ}

الشریعۃ للآجری: ص501 الرقم 1414

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتالیس مرد وخواتین ایمان لا چکے تو پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تب ان (اہل ایمان) کی تعداد چالیس مکمل ہو گئی۔ اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لے کر نازل ہوئے کہ اے نبی آپ کے لیے اللہ (بطور کارساز) اور وہ مومن (بطور معاون) کافی ہیں جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔

[5]: عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آسمانوں میں خوشیاں

امام محمد بن حبان بن احمد التیمی رحمہ اللہ (ت354ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ أَتَى جِبْرِيلُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ.

صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 6883

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عمر (رضی اللہ عنہ) ایمان لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے پر اہلِ آسمان (فرشتوں) نے بھی خوشی منائی ہے۔

[6]: مشرکین کی مایوسی

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

الْمُشْرِكُونَ: الْآنَ انْتَصَفَ الْقَوْمُ مِنَّا-

الشریعۃ للآجری: ص500 الرقم 1409

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو مشرکین نے کہا کہ اب ہماری قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔

[7]: قبولِ اسلام کی تشہیر

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّ قُرَيْشٍ أَنْقَلُ لِلْحَدِيثِ؟ قِيلَ لَهُ: جَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيُّ، قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَغَدَوْتُ أَتْبَعُ أَثَرَهُ أَنْظُرُ مَا يَفْعَلُ، وَأَنَا غُلَامٌ، وَجَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ هُوَ جَدُّ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَمِيلِ بْنِ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيُّ - أَعْقِلُ كُلَّمَا رَأَيْتُ، حَتّٰى جَاءَهُ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ يَا جَمِيلُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَدَخَلْتُ فِي دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَوَاللهِ، مَا رَاجَعَهُ حَتّٰى قَامَ يَجُرُّ رِجْلَيْهِ، وَاتَّبَعَهُ عُمَرُ، وَاتَّبَعْتُ أَبِي، حَتّٰى إِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - وَهُمْ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ - أَلَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ صَبَا، قَالَ: يَقُولُ عُمَرُ مِنْ خَلْفِهِ: كَذَبَ، وَلَكِنْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص345 اسلام عمر بن الخطاب رقم الحدیث 772

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عمر بن خطاب نے اسلام قبول کیا تو آپ نے پوچھا کہ کون سا قریشی ایسا ہے جو باتوں کو خوب پھیلانے

کاہنر جانتا ہو؟ آپ کو بتایا گیا کہ جمیل بن معمر الجُمَحِیؒ۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے چل رہا تھا تا کہ دیکھوں کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ میں ان دنوں کم عمر تھا۔ جمیل بن معمر؛ یہ نافع بن عمر بن جمیل بن معمر الجُمَحِیؒ کے دادا ہیں۔ (میں کم عمر ہونے کے باوجود) جو باتیں میں دیکھتا تھا انہیں سمجھتا بھی تھا۔ (میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا: جمیل! کیا آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو چکا ہوں؟ اللہ کی قسم! آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے ابھی کوئی دوسری بات نہیں کہی تھی کہ جمیل بن معمر کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں گھسیٹنے لگا (یعنی وہاں سے بھاگنے لگا۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے تھے اور میں اپنے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے پیچھے یہاں تک کہ جب جمیل بن معمر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اونچی آواز میں چیخا: اے قریش کے لوگو! اس وقت وہ لوگ کعبہ کے ارد گرد اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے۔ (اس نے کہا) سنو! عمر صابی (بے دین۔ معاذ اللہ) ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے چلتے جا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے بلکہ میں تو اسلام لایا ہوں اور میں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد؛ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

[8]: عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام فتح و نصرت کا پیش خیمہ

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ إِسْلَامَ عُمَرَ كَانَ فَتْحًا وَإِنَّ هِجْرَتَهُ

كَانَتْ نَصْرًا وَإِنَّ إِمَارَتَهُ كَانَتْ رَحْمَةً وَاللهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِينَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ.

المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص501 رقم الحدیث 8718

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) کا قبول اسلام ہمارے لئے ایک فتح تھی اور ان کی امارت ایک رحمت تھی، خدا کی قسم ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ عمر (رضی اللہ عنہ) اسلام لائے۔ پھر ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

[9]: عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام مسلمانوں کے لیے باعثِ عزت

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

الشریعۃ للآجری: ص500 الرقم 1410

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے حضرت عمر بن خطاب اسلام لائے تب سے ہم مضبوط ہوئے۔

جرات مندانہ اقدام؛ علانیہ ہجرتِ مدینہ

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ هَاجَرَ إِلَّا مُخْتَفِيًا إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ لَمَّا هَمَّ بِالْهِجْرَةِ تَقَلَّدَ سَيْفَهُ وَتَنَكَّبَ قَوْسَهُ وَانْتَضٰى فِيْ يَدِهٖ أَسْهُمًا وَاخْتَصَرَ عَنْزَتَهُ وَمَضٰى قِبَلَ الْكَعْبَةِ وَالْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ بِفِنَائِهَا فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا مُتَمَكِّنًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ. فَصَلّٰى مُتَمَكِّنًا ثُمَّ وَقَفَ عَلَى الْحِلَقِ وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَقَالَ لَهُمْ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ لَا يُرْغِمُ اللهُ إِلَّا هٰذِهِ الْمَعَاطِسَ مَنْ أَرَادَ أَنْ تَثْكُلَهُ أُمُّهُ وَيُوْتِمَ وَلَدَهُ وَيُرْمِلَ زَوْجَتَهُ فَلْيَلْقَنِيْ وَرَاءَ هٰذَا الْوَادِيْ.

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص349 ہجرۃ عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور مہاجر میرے علم میں نہیں جس نے علانیہ ہجرت کی ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے روانہ ہوئے ہاتھ میں تلوار، کندھے پر کمان، مٹھی میں تیر اور کمر سے نیزا باندھے کعبۃ اللہ کی طرف (بغرض طواف) تشریف لائے، قریش کی ایک جماعت صحن کعبہ میں موجود تھی، آپ نے بیت اللہ کے سات چکر اطمینان سے مکمل کیے پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے اطمینان سے نماز ادا کی اس کے بعد قریش کے ایک ایک ٹولے کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: تمہاری شکلیں بد نما ہوں۔ اللہ انہی

چہروں کو رسوا کرے۔ تم میں سے اگر کوئی ماں کو روتا ہوا بچوں کو یتیم اور بیویوں کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے تو (عمر کو ہجرت سے روکنے کے لیے) سامنے آئے اور پہاڑ کی پچھلی جانب آکر مجھے روک کر دکھائے۔

مدینہ منورہ میں

مدینہ آمد:

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التیمی الدارمی رحمہ اللہ (ت 354ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْبَرَاءُ قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ، فَقُلْنَا لَهُ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُوَ مَكَانَهُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى أَثَرِي، ثُمَّ أَتَى بَعْدَهُ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى أَخُو بَنِي فِهْرٍ، فَقُلْنَا: مَا فَعَلَ مَنْ وَرَاءَكَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ؟ قَالَ: هُمُ الْآنَ عَلَى أَثَرِي، ثُمَّ أَتَانَا بَعْدَهُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَبِلَالٌ، ثُمَّ أَتَانَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ رُكَابًا، ثُمَّ أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُمْ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ.

صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 6261

ترجمہ: حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر تھے جن کا تعلق بنو عبد الدار بن قصی سے تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنا (وہ کب تشریف لائیں گے؟) وہ کہنے لگے کہ ابھی وہ اپنے علاقے میں ہی ہیں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (وقفے وقفے سے) میرے پیچھے آرہے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہمارے پاس عمرو بن ام مکتوم اعمیٰ جن کا تعلق قبیلہ بنو فہر سے تھا وہ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد جن لوگوں نے آنا ہے ان کی صورتحال کیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کب تک تشریف لائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ (وقفے وقفے سے) میرے پیچھے آرہے ہیں۔ پھر ان

کے بعد ہمارے پاس عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن مسعود اور بلال رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ اس کے بعد ہمارے ہاں عمر رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ہمراہ تشریف لائے۔ پھر ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے۔

عقد مؤاخات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد مواخات قائم کیا اور فطری طور پر ہم مزاجی کا خیال فرماتے ہوئے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا نام بنام بھائی قرار دیا۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مواخات حضرت عِتْبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے قائم فرمائی۔

چنانچہ علامہ ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن موسیٰ بن بَشْکُوال الاندلسی رحمہ اللہ (ت578ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ عُمَرَ الْحَافِظُ: الَّذِیْ آخَی رَسُوْلُ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ھُوَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِیُّ.

غوامض الاسماء المبهمة لابن بشکوال: ج2 ص603

ترجمہ: امام ابو عمر (یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ ت463ھ) فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا تھا وہ حضرت عِتبان بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

دختر عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4005

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خُنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور انہی زخموں کی وجہ سے مدینہ منورہ میں آکر شہادت پائی جس کی وجہ سے میری بیٹی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو میں نے اپنی بیٹی سے رشتے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ سے کر دوں؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچنے کے لیے کچھ دن کا وقت لے لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دن بعد دوبارہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے اس بارے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ سوچا ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس سلسلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو بغور سن تو لیا لیکن کوئی جواب دیے بغیر خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ باعث تکلیف ہوا۔ میں نے کچھ دن توقف کیا۔

اس کے بعد خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے پیغام نکاح بھیجا اور میں نے اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ کچھ دن بعد میری ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: عمر! شاید آپ کو میرے طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہو گی کہ آپ نے اپنی بیٹی حفصہ سے نکاح کے لیے مجھ سے بات کی تھی اس پر میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: بالکل تکلیف تو ہوئی ہے۔ تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب سنو! اصل بات یہ تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خود نکاح فرمانے کی بات کی تھی۔ اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کروں۔ اس لیے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ فرماتے تو میں آپ کی بیٹی سے ضرور نکاح کر لیتا۔

تمام غزوات میں شرکت:

امام تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی بن وھب بن مطیع القشیری المعروف بابن

دقیق العید رحمہ اللہ (ت 702ھ) نقل کرتے ہیں:

وَشَهِدَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَبَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَخَيْبَرَ وَالْفَتْحَ وَحُنَيْنًا [وَتَبُوْكَ] وَسَائِرَ الْمَشَاهِدِ، وَكَانَ شَدِيْدًا عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِيْنَ.

شرح الالمام بأحادیث الأحکام: ج5 ص125

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (عہد نبوی میں) بدر، احد، خندق، بیعۃ رضوان، خیبر، فتح مکہ، حنین، تبوک تمام کے تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ کفار و منافقین کے بارے میں بہت سخت تھے۔

موافقات عمر رضی اللہ عنہ

عمر رضی اللہ عنہ... اس امت کے محدَّث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهٖ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3469

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم سے پہلی امتوں میں مُحَدَّث (الہام کی بنیاد پر گفتگو کرنے والے) ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی مُحَدَّث ہے تو عمر ہے۔

فائدہ: مُحَدَّث کا معنی ہوتا ہے: صاحبِ الہام، یعنی جس کے دل میں حق بات منجانب اللہ ڈالی جاتی ہو۔

قَوْلُهُ "مُحَدَّثُونَ" بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ جَمْعُ مُحَدَّثٍ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ: الْمُحَدَّثُ: الْمُلْهَمُ الَّذِيْ يُلْقَى الشَّيْءُ فِي رَوْعِهٖ فَكَأَنَّهُ قَدْ حُدِّثَ بِهٖ.

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج11 ص223

ترجمہ: "مُحَدَّثُونَ" دال مشدّدہ کے فتحہ کے ساتھ ہے، یہ لفظ "مُحَدَّثٌ" کی جمع ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مُحَدَّثٌ" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دل میں کوئی بات ڈالی جائے گویا کہ اس شخص سے یہ بات بیان کی گئی ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ... بولتے بھی حق سوچتے بھی حق:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ - شَكَّ خَارِجَةُ - إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 3682

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق بات کا الہام عمر کے دل پر اور اس کا اظہار عمر کی زبان پر فرمایا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرماتے ہیں کہ لوگوں پر جب بھی کوئی معاملہ پیش آجاتا تو وہ اس میں اپنی آراء ذکر فرماتے۔ اور اسی معاملے میں عمر (راوی خارجہ بن عبد اللہ کو شک ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ عمر یا ابن الخطاب کہا) بھی اپنی رائے ذکر فرماتے۔ جب قرآن نازل ہوتا تو وہ عمر کی رائے کے موافق ہوتا۔

موافقات کی تعداد مختلف منقول ہے۔ ان موافقات میں سے چند موافقات پیش کی جاتی ہیں۔

[1]: اللہ کافروں کا دشمن ہے:

امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی ابو جعفر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: إِنَّ يَهُوْدِيًّا لَقِيَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ جِبْرِيلَ الَّذِي يَذْكُرُهُ صَاحِبُكَ هُوَ عَدُوٌّ لَنَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: ﴿مَنْ كَانَ

عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ}
قَالَ: فَنَزَلَتْ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ.

تفسیر الطبری: ج1 ص563 تحت سورۃ البقرۃ:98

ترجمہ: عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ایک یہودی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، وہ یہودی کہنے لگا کہ جس جبریل کا تذکرہ آپ کے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ اس یہودی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: { مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ} اگر کوئی شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو (اسے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ) اللہ کافروں کا دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (٩٨)﴾ [سورۃ البقرۃ:98]

[2، 3، 4]: مقام ابراہیم کے قریب نماز، ازواج مطہرات کو حکم حجاب اور نصیحت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ اللهَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ الْحِجَابِ قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللهُ رَسُوْلَهُ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ حَتّٰى أَتَيْتُ إِحْدٰى نِسَائِهِ قَالَتْ: يَا عُمَرُ! أَمَا فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ﴾ الْآيَةَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4483

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے۔ یا یوں فرمایا کہ میرے رب نے میری تائید فرمائی ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کاش کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے۔ (اس پر آیت مبارکہ ﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ [سورۃ البقرۃ:125] نازل ہوئی۔ ترجمہ: تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو)

اسی طرح ایک بار میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس نیک (صحابہ) اور برے (یہود و منافقین) آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المومنین کو حجاب کا حکم دے دیں (تو بہتر ہو گا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حجاب والی آیت نازل فرمائی (یعنی ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۵۹)﴾ [سورۃ الاحزاب:59] ترجمہ: اے نبی! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی خواتین سے فرما دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے منہ پر جھکا لیا کریں اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو ان کو ستایا نہیں جائے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔)

ایک بار آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج سے کسی معاملہ پر ناراض ہیں۔ میں ازواج مطہرات کے پاس

حاضر ہوا اور ان سے عرض کی: اگر آپ اپنے مطالبات سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تم سے بہتر خواتین عطا کر دے گا۔ میں ایک زوجہ مطہرہ کے پاس آیا وہ فرمانے لگیں: اے عمر! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو خود نصیحت نہیں فرما سکتے کہ آپ ان کو نصیحت کرنے پہنچ گئے ہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ﴿عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْکَارًا (۵)﴾ [سورۃ التحریم:5] نازل فرمائی۔

فائدہ: اہل السنت والجماعت کا عقیدہ و نظریہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مقام عام امتی خواتین سے بہت بلند ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی نص موجود ہے:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ﴾

سورۃ الاحزاب:32

ترجمہ: اے نبی کی ازواج! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام خواتین کی طرح نہیں ہو۔

مذکورہ روایت میں جو یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تم سے بہتر خواتین عطا کر دے گا۔ یہ اس وقت ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ کو طلاق دے کر ازواج مطہرات سے خارج کر دیں۔ جب تک کوئی زوجہ آپ کے نکاح میں رہے گی اس وقت تک وہ عام امتی خواتین سے افضل رہیں گی۔ ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو طلاق دے کر فارغ کر دیں تو وہ اب ازواج مطہرات میں شامل ہی نہ رہی اس لیے افضلیت بھی باقی نہ رہی اب وہ افضل بن جائے گی جس سے آپ نکاح فرمائیں گے یعنی جو آپ کی زوجہ بن جائے گی۔

[5]: نبی کا فیصلہ نہ ماننے والا مومن نہیں:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْأُسْوَدِ قَالَ: اخْتَصَمَ رَجُلَانِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى بَيْنَهُمَا، فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ: رُدَّنَا إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "انْطَلِقَا إِلَيْهِ" فَلَمَّا أَتَيَا إِلَيْهِ قَالَ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! قَضٰى لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا، فَقَالَ: رُدَّنَا إِلٰى عُمَرَ. فَرَدَّنَا إِلَيْكَ. فَقَالَ: أَكَذَاكَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ: مَكَانَكُمَا حَتّٰى أَخْرُجَ إِلَيْكُمَا فَأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا. فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا مُشْتَمِلًا عَلٰى سَيْفِهِ، فَضَرَبَ الَّذِي قَالَ رُدَّنَا إِلٰى عُمَرَ فَقَتَلَهُ، وَأَدْبَرَ الْآخَرُ فَارًّا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَتَلَ عُمَرُ وَاللهِ صَاحِبِيْ، وَلَوْلَا أَنِّيْ أَعْجَزْتُهُ لَقَتَلَنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يَجْتَرِءَ عُمَرُ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ" فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ﴾ الْآيَةَ، فَهَدَرَ دَمَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ، وَبَرِءَ عُمَرُ مِنْ قَتْلِهِ.

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج1 ص796 تفسیر سورۃ النساء، رقم الآیۃ 65

ترجمہ: حضرت ابو الاسود سے (مرسلاً) مروی ہے کہ دو لوگ اپنا جھگڑا لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان (انصاف پر مبنی) فیصلہ فرما دیا۔ جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا وہ کہنے لگا کہ ہم اپنے مقدمے کو عمر کے پاس لے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے عمر کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے ابن خطاب! اس شخص کے خلاف

میرے حق میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کر چکے تھے تو اس نے کہا کہ ہم عمر کے پاس اپنا مقدمہ لے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا معاملہ اسی طرح ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ذرا ٹھہرو) میں ابھی تم دونوں کے پاس آتا ہوں اور آکر فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کمرے سے باہر تشریف لائے آپ نے تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ اور آکر اس شخص کو قتل کر دیا جو کہتا تھا کہ ہم اپنا فیصلہ عمر کے پاس لے کر جاتے ہیں۔ دوسرا شخص بھاگتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور کہا: اے اللہ کے رسول بخدا عمر نے میرے فریق مخالف کو قتل کر دیا ہے اور اگر میں بھاگ کر اسے تھکانہ دیتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ عمر اس قدر جرات کے ساتھ ایک مومن (جو درحقیقت منافق تھا) قتل کرے گا۔ چنانچہ ﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (٦٥) ﴾ [سورۃ النساء:65] آیت نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے خون کا قصاص نہ لیا اور عمر رضی اللہ عنہ اس کے قتل (کے بدلے قتل ہونے سے) بری ہو گئے۔

[6]: شراب کی حرمت:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي

النِّسَاءِ ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ فَكَانَ مُنَادِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادٰى لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا بَلَغَ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا.

سنن النسائی: رقم الحدیث 5542

ترجمہ: حرمت شراب کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے دعا مانگی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم نازل فرما۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ کی آیت نازل ہوئی۔

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ﴾ [سورۃ البقرۃ:219]

ترجمہ: لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ ان سے فرمادیں کہ ان (کو کرنے) میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی ہے۔ اور ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔

چنانچہ عمر کو بلایا گیا اور اس کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی گئی۔ (چونکہ اس آیت میں مطلقا حرمت نہیں تھی اس لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شراب کو چھوڑ دیا اور بعض نے نہیں چھوڑا)

عمر نے دعا مانگی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم نازل فرما۔ چنانچہ سورۃ النساء کی آیت ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ نازل ہوئی۔ (ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم (شراب کے) نشے میں مدہوش ہو جاؤ اور تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو تو

ایسی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔)

جب نماز کا وقت ہوا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اس آیت شریفہ کی بلند آواز سے تلاوت کی۔ عمر کو بلایا گیا اور اس کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی گئی۔(چونکہ اس آیت میں بھی مطلقا حرمت نہیں تھی بلکہ نماز کی حالت کے ساتھ خاص تھی)

عمر نے دعا مانگی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم نازل فرما۔ چنانچہ سورۃ المائدۃ کی یہ آیت ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (٩٠) اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (٩١)﴾ [سورۃ المائدۃ:90،91] نازل ہوئی۔(ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں ہیں شیطانی کام ہیں اس سے اپنے آپ کو بچاؤ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے مابین دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے دور کرے تم بتاو کیا تم ان چیزوں سے باز آؤ گے؟)

عمر کو بلایا گیا اور اس کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ کی تلاوت فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم رک گئے ہم رک گئے۔

[7]: بدر کے قیدیوں کا معاملہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَذَكَرَ رَجُلًا عَنِ الْحَسَنِ قَالَ:

اسْتَشَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فِي الْأُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ: "إِنَّ اللهَ قَدْ أَمْكَنَكُمْ مِنْهُمْ" ، قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ، قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثُمَّ عَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ قَدْ أَمْكَنَكُمْ مِنْهُمْ، وَإِنَّمَا هُمْ إِخْوَانُكُمْ بِالْأَمْسِ" قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثُمَّ عَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلنَّاسِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنْ تَرٰى أَنْ تَعْفُوَ عَنْهُمْ، وَتَقْبَلَ مِنْهُمُ الْفِدَاءَ، قَالَ: فَذَهَبَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ فِيهِ مِنَ الْغَمِّ، قَالَ: فَعَفَا عَنْهُمْ، وَقَبِلَ مِنْهُمُ الْفِدَاءَ، قَالَ: وَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

مسند احمد: ج 21 ص 180 رقم الحدیث 13555

ترجمہ: حُمید؛ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ایک طریق میں کسی شخص کا ذکر کر کے حضرت حسن (بصری رحمہ اللہ) سے نقل کرتے ہیں [انس رضی اللہ عنہ راوی ہوں تو روایت موصول ہو گی اور اگر حسن بصری رحمہ اللہ راوی ہوں تو روایت مرسل ہو گی] کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بدر کے دن قید ہونے والے کافروں کے بارے میں مشورہ کیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے ان قیدیوں کو تمہارے قبضے میں دے دیا ہے ۔(مشورہ دو کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے؟) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسول! ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول نہ فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ

اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو دہرایا کہ اللہ نے ان قیدیوں کو تمہارے قبضے میں دے دیا ہے کل تک یہ تمہارے بھائی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی اے اللہ کے رسول ان کی گردنیں اڑادی جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول نہ فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو دہرایا ادھر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قیدی لوگوں کے بارے میں اپنی رائے کو مکرر عرض کیا۔ اب کی بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کی غلطیوں کو معاف فرما دیں اور ان کو فدیہ لے کر آزاد کر دیجیے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غم کے آثار جاتے رہے۔ اور آپ نے فدیہ کا حکم دے کر قتل سے معافی کا اعلان فرما دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (٦٧) لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (٦٨)﴾ [سورۃ الانفال: 67،68] نازل فرمائی۔ (ترجمہ: یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اپنے قبضے میں قیدی لے پھر وہ زمین میں (کافروں کا) صفایا نہ کر لے۔ تم لوگ دنیاوی مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آخرت (کا سامان) چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ نازل ہو چکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا نازل ہو جاتی۔)

[8]: منافق کی نماز جنازہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا كَذَا وَ كَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ! فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٌ ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ﴾.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1366

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی وفات ہوئی تو آپ کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا جب آپ تشریف لائے اور نماز جنازہ کی ادائیگی کا ارادہ فرمایا: تو میں نے جلدی سے کود کر سامنے آیا، عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ابن ابی (منافق کا) جنازہ پڑھائیں گے جبکہ اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں باتیں کی تھیں میں نے اس کے تمام برے افعال گنوائے۔ (اور قرآن کریم کی اس آیت کا حوالہ دیا کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر بار بھی استغفار کریں تو تب بھی اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ عمر پیچھے (صف میں) چلے جاؤ۔ میں نے بار بار اصرار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے (منافق کا جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے یعنی ابھی تک ان کے جنازہ پڑھنے سے متعلق حکم نازل نہیں ہوا) اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میرے ستر

سے زائد بار استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔

روای کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھادیا۔ جب آپ جنازہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر گزری تھی کہ سورۃ براءۃ کی آیت ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ (٨٤)﴾ [سورۃ التوبۃ:84] نازل ہوئی۔ (ترجمہ: (اے نبی) ان منافقین میں سے اگر کوئی مر جائے تو آپ اس پر کبھی نماز (جنازہ) مت پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ ان کی موت اس حالت میں آئی ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا تھا اور یہی لوگ فاسق ہیں) جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی نماز جنازہ ادا کرنے اور ان کے لیے استغفار کرنے سے روک دیا گیا۔

[9]: اللہ برکت والا اور سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے:

امام یحیٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ التیمی رحمہ اللہ (ت200ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: " وَافَقَنِي رَبِّي، أَوْ وَافَقْتُ رَبِّي فِي أَرْبَعٍ، قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ قُلْتُ: تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: يَا عُمَرُ لَقَدْ خَتَمَهَا اللهُ بِمَا قُلْتَ.

تفسیر یحیٰ بن سلام، سورۃ المومنون، رقم الآیات:12 تا14

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب کی چار مقامات پر موافقت کی ہے یا یوں فرمایا کہ میرے رب نے میری تائید فرمائی ہے (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب) یہ آیات

کریمہ ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (١٢) ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (١٣) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ﴾ [سورۃ المؤمنون، رقم الآیات: 12 تا 14] تک نازل ہوئی (ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ پر نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے سے بوٹی بنائی پھر بوٹی سے ہڈیاں بنائیں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر نئی صورت میں بنایا۔) تو میں کہا: ﴿ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (١٤) ﴾ بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام کاریگروں سے بڑھ کر کاری گری فرمانے والا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اللہ نے ان آیات کو انہی الفاظ پر ختم فرمایا ہے جیسے آپ نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو ادا کرنے سے پہلے یہ الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ادا فرما لیے تو اللہ تعالیٰ وہ الفاظ بھی نازل فرمادیے۔

اشکال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو ارشادات میں تعارض ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ پہلے صحیح البخاری کی روایت گزری ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

وَافَقْتُ اللهَ فِيْ ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4483

میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے، یا یوں فرمایا کہ میرے رب نے تین چیزوں میں میری تائید فرمائی ہے۔

اور یہاں یہ فرمارہے ہیں:

"وَافَقَنِي رَبِّي، أَوْ وَافَقْتُ رَبِّي فِي أَرْبَعٍ."

کہ میں نے اپنے رب کی چار چیزوں میں موافقت کی ہے یا یوں فرمایا کہ میرے رب نے چار چیزوں میں میری تائید فرمائی ہے۔

جواب:

ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں تین آیات کا ذکر ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر تین بیان کی تھیں اس لیے روایت میں تین آیات آ گیا ہے اور جہاں چار آیات ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر چار بیان کی تھیں اس لیے روایت میں چار آیات کا ذکر ہے۔

اشکال:

موافقات کی مجموعی تعداد میں تعارض ہے۔

چنانچہ امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) اس تعداد کے متعلق لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَحَصَّلَ مِنْ جُمْلَةِ الْأَخْبَارِ لِعُمَرَ مِنَ الْمُوَافِقَاتِ خَمْسَةَ عَشَرَ.

ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ج15 ص144 کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الاحزاب

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافقات کی مجموعی تعداد پندرہ تک جا پہنچتی ہے۔

اور علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) نے ان کی تعداد بیس تک ذکر کی ہے۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُوَافِقَاتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَدْ أَوْصَلَهَا بَعْضُهُمْ إِلَى أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ.

تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص96

ترجمہ: قرآن کریم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہونا۔ بعض حضرات نے ان کی تعداد بیس تک بھی پہنچائی ہے۔

جواب:

چونکہ بعض آیات کے متعلق اتفاق ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہیں اور بعض میں اختلاف ہے۔ اس لیے شارحین اور محققین کی آراء میں بھی اختلافی تعداد سامنے آئی ہے۔

[10]: گھروں میں داخل ہوتے وقت اجازت مانگنا:

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يُرْوٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ غُلَامًا مِنَ الْأَنْصَارِ - يُقَالُ لَهُ مُدْلِجٌ - إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ظَهِيرَةً لِيَدْعُوهُ. فَوَجَدَهُ نَائِمًا قَدْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَقَّ عَلَيْهِ الْغُلَامُ الْبَابَ فَنَادَاهُ، وَدَخَلَ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَجَلَسَ فَانْكَشَفَ مِنْهُ شَيْئٌ، فَقَالَ عُمَرُ: وَدِدْتُ أَنَّ اللهَ نَهٰى أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا وَخَدَمَنَا عَنِ الدُّخُولِ عَلَيْنَا فِي هٰذِهِ السَّاعَاتِ إِلَّا بِإِذْنٍ، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ هٰذِهِ الْآيَةَ قَدْ أُنْزِلَتْ، فَخَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ.

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2219 تفسیر سورۃ النور: 58

ترجمہ: مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک انصاری غلام مدلج (بن عمرو) رضی اللہ عنہ کو دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بلانے کے لیے بھیجا۔ مدلج نے دیکھا کہ دروازہ بند اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی۔ گھر چلے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے، بیٹھ گئے اور آپ کے جسم کا کچھ حصہ بے پردہ ہو رہا تھا۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹوں ، ہماری خواتین، ہمارے خدام کو ان اوقات میں بغیر اجازت کے داخل ہونے سے منع فرما دے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی رائے کے موافق درج ذیل آیت نازل ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے۔

آیت یہ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۸)﴾

سورۃ النور:58

ترجمہ: اے ایمان والو! جو غلام ، لونڈیاں تمہاری ملکیت میں ہیں اور تم میں سے جو بچے ابھی بلوغ تک نہیں پہنچے ان کو چاہیے کہ وہ تین اوقات میں (تمہارے پاس آنے کے لیے) تم سے اجازت مانگیں۔ نماز فجر سے پہلے، جب دوپہر کے وقت تم (زائد) کپڑے اتار کر رکھا کرتے ہو۔ اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے اوقات ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ تم پر کوئی تنگی ہے اور نہ ہی اُن پر۔ ان کا بھی تمہارے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے تمہارا بھی ایک دوسرے کے پاس (آنا جانا لگا رہتا ہے) اللہ اس طرح آیتوں کو تمہارے سامنے کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک ہے۔

[11]: منافقین کے لیے عدم استغفار:

امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا نَزَلَ ﴿اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ﴾ قَالَ عَلَيۡهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: فَلَأَزِيۡدَنَّ عَلَى السَّبۡعِينَ فَأَخَذَ فِي الۡإِسۡتِغۡفَارِ لَهُمۡ فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوۡلَ اللهِ! وَاللهِ لَا يَغۡفِرُ اللهُ لَهُمۡ أَبَدًا اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَنَزَلَتۡ: ﴿سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ﴾

ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ج14 ص کتاب التفسیر تفسیر سورۃ

ترجمہ: جب قرآن کریم کی درج ذیل آیت نازل ہوئی: ﴿اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ﴾ (اے نبی) اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تب بھی اللہ انہیں کسی صورت نہیں بخشے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں 70 سے زائد بار ان کے لیے مغفرت طلب کروں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بخشش مانگنا شروع ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ ان کی کبھی بھی مغفرت نہیں فرمائیں گے چاہے آپ ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں یا نہ مانگیں۔ چنانچہ اس پر سورۃ المنافقون کی یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ (٦)﴾

سورۃ المنافقون:6

ترجمہ: (اے نبی) ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے آپ ان کے لیے

مغفرت کی دعا مانگیں یا نہ مانگیں، اللہ ان کی ہر گز مغفرت نہیں فرمائے گا۔ یقیناً اللہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے۔

فائدہ: یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی دیانتدارانہ آراء عرض کرتے رہتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام شریعت کے معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آراء کے پابند نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف معاملات میں آراء عمر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل مختلف رہا۔

1. کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے خلاف فیصلہ فرمالیتے۔ جیسے بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔
2. کبھی رائے سن کر ارشاد فرماتے کہ مجھے ابھی تک اس کا حکم نہیں ملا۔ جیسے: پردے کا مسئلہ، شراب پر پابندی کا مسئلہ۔
3. کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے کے باوجود بھی نہ رکتے۔ جیسے: رئیس المنافقین کا جنازہ کے موقع پر۔
4. کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی اصلاح فرماتے۔ جیسے: فتح مکہ کے موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عرض کی کہ میں اس کی گردن مارتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! حاطب بدری صحابی ہے۔

مذکورہ باتوں سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحیِ الٰہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آراء (موافقت وحی سے پہلے پہلے) کے پابند نہیں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کام رائے دینا تھا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اکثر اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آراء قرآنی احکام کے موافق ہو جایا کرتیں۔

فضائل واوصاف عمر رضی اللہ عنہ

[1]: ایمانِ عمر رضی اللہ عنہ کی نبوی شہادت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ، فَقَالَ: فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ، قَالَ: فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3471

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص بیل کو ہانک کے لے جا رہا تھا پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا۔ اس بیل نے کہا: ہم بیل سواری کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ہم تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بیل بھی باتیں کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابو بکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیے

نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے وہ بکری چھڑا لی۔ اس پر بھیڑیے نے اس سے کہا: آج یہ بکری تو نے مجھ سے بچا لی ہے لیکن درندوں والے دن اسے کون بچائے گا، جس دن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ (مراد قربِ قیامت ہے۔ یعنی قربِ قیامت میں لوگ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال نہ کر پائیں گے اور انہیں بغیر چرواہے والے کے چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھیڑیوں کو کھلی آزادی مل جائے گی کہ وہ جس جانور پر چاہیں حملہ کر دیں۔ گویا اس وقت ان جانوروں کے چرواہے یہی بھیڑیے ہی ہوں گے) لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

[2]: علم عمر رضی اللہ عنہ کے بارے ایک نبوی خواب:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: "الْعِلْمُ".

الشریعۃ للآجری: ص506 الرقم 1434

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا میں اس کو پیا اور جو بچ گیا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس خواب کی تعبیر کیا

فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم۔

[3]: دانائی عمر رضی اللہ عنہ کے بارے ایک خواب:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ الدَّارِ قَالَ: -وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الطَّعَامِ- قَالَ :أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأُتِيَ الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ ، فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مَسْقِيُّونَ، وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسَ عَلَيْكَ الْكَيْسَ. فَأَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ! لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ.

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص64، 65رقم الحدیث 32665

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے وزیر خوراک حضرت مالک دار فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ بارش عطا فرمائیں۔ آپ کی امت قحط سالی کی وجہ سے پریشان ہے۔ اس شخص کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے اس کو فرمایا حضرت عمر کے پاس جانا ان کو کر میر اسلام دینا اور انہیں بتانا کہ تمہاری قحط سالی ختم کی جائے گی، ان سے کہنا دانائی اختیار کریں یہ شخص حضرت عمر کے پاس آئے اورآ کر آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا جسے سن کر حضرت عمر رونے لگے پھر فرمانے لگے: اے میرے پروردگار! میں نے کوئی سستی نہیں کی، ہاں جو چیز میرے بس میں نہیں اس میں میں مجبور ہوں۔

البدایۃ والنہایۃ کی روایت میں اس واقعہ کے ساتھ مزید وضاحت یہ بھی ہے کہ یہ خواب دیکھنے والے شخص صحابی رسول حضرت بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تھے۔ روایت کے مزید الفاظ یہ ہیں:

أَقْبَلَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللهِ إِلَيْكَ، يَقُوْلُ لَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لَقَدْ عَهِدْتُّكَ كَيِّسًا، وَمَا زِلْتَ عَلٰى ذٰلِكَ ، فَمَا شَأْنُكَ"؟ قَالَ: مَتٰى رَأَيْتَ هٰذَا؟ قَالَ: الْبَارِحَةَ. فَخَرَجَ فَنَادٰى فِي النَّاسِ "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ". فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أُنْشِدُكُمُ اللهُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ مِنِّيْ أَمْرًا غَيْرُهُ خَيْرٌ مِنْهُ؟ فَقَالُوا: اللّٰهُمَّ لَا. فَقَالَ: إِنَّ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ يَزْعَمُ ذِيْةَ وَذِيْةَ. قَالُوْا: صَدَقَ بِلَالٌ فَاسْتَغِثْ بِاللهِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج7 ص104

ترجمہ: حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی۔ عرض کیا کہ میں آپ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں عاقل و دانا ہی پایا ہے اور تم دانشمندی پر ہی رہے ہو لیکن (اب) تمہارا کیا حال ہو گیا ہے؟ (یعنی دانشمندی پر قائم رہنے کے باوجود یہ حال کیوں ہے؟ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احوال کا جائزہ لینے کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ خواب آپ نے کب دیکھا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ گزشتہ رات۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ" فرمایا (یعنی آواز دے کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع فرمایا)۔

پھر انہیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ کیا تم میرے طرزِ عمل کے علاوہ کسی اور طرزِ عمل کو جو اس سے بہتر ہو؛ جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلال بن حارث تو ایسا ایسا کہتا ہے (یعنی بلال کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے احوال کا جائزہ لینے کا فرمایا ہے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بلال سچ کہتے ہیں (یعنی آپ غور و فکر کریں، اور اس قحط کو دور کرنے کے اسباب کی طرف متوجہ ہوں جن میں سے ایک سبب خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے۔) اس لیے آپ اللہ سے مدد طلب کریں۔

[4]: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 3671

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھیں ہیں (یعنی معتمد خاص ہیں)۔

[5]: عمر رضی اللہ عنہ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَ لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَاىَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَاىَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ.

سنن الترمذی: رقم الحدیث 3680

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لئے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں۔ میرے دو وزیر اہل آسمان میں سے جبرئیل و میکائیل جبکہ اہل زمین میں سے میرے دو وزیر ابو بکر و عمر ہیں۔

[6]: رجوع الی اللہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ! قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ. فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ. فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 92

ترجمہ: حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں دریافت کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا جب آپ سے بہت سوال کیا گیا تو آپ سخت ناراض ہوئے آپ نے فرمایا اچھا خوب دریافت کر لو ایک شخص نے دریافت کیا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذافہ دوسرا کھڑا ہوا کہا میرا

باپ کون ہے آپ نے فرمایا سالم شیبہ کا مولا (غلام) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک کے غصے کو دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

[7]: عمر رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ. قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ! ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ! أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3683

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت نبی کریم کے پاس آپ کی کئی بیویاں جو قریش سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے

خرچ دینے کے لیے تقاضا کر رہی تھیں اور اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ جلدی سے بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر نبی کریم نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل ہوئے۔ نبی کریم اس وقت ہنس رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

نبی کریم نے فرمایا کہ ان پر مجھے حیرت ہوئی، جو ابھی میرے پاس تقاضا کر رہی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے، پھر عورتوں کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا، اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو او اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے عرض کیا: آپ نبی کریم سے زیادہ سخت ہیں۔

اس پر نبی کریم نے فرمایا: ہاں اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی تمہیں راستے پر آتا ہوا دیکھے گا تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلا جائے گا۔

[8]:غضب باعث عزت، خوشی باعث عدل:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَقْرِءْ عُمَرَ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّ غَضَبَهُ عِزٌّ وَرِضَاهُ عَدْلٌ."

الشریعۃ للآجری: ص504 الرقم1426

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس جبرئیل امین تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ عمر کو سلام کہیں۔ اور انہیں اس بات کی خبر دیں کہ ان کا غیظ وغضب (دین کے لیے باعث) عزت ہے اور ان کا خوش ہونا عدل ہے۔

[9]: اوصاف فاروقی بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ يَوْمًا فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا ؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ ؟ عُمَرُ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص369 باب خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا، رقم الحدیث 399

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کا بہترین انسان نہ بتاؤں؟ (سنو) وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کا بہترین انسان نہ بتاؤں؟ (سنو) وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

[10]: اوصاف فاروقی بزبان ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِسْلَامُهُ عِزًّا، وَكَانَتْ إِمَارَتُهُ فَتْحًا، وَكَانَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكٌ يُسَدِّدُهُ، وَكَانَ الْفَارُوقُ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَصْدِيقِ رَأْيِهِ،

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، يُقَالُ لَهُ حَرَمِيٌّ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرًا مِنْهُ، فَأَعَادَ أَبُو مُوسَى الْقَوْلَ، فَقَالَ السُّلَمِيُّ مِثْلَ مَقَالَتِهِ ثَلَاثًا، فَلَمَّا قَفَلُوا صَارَ إِلَى عُمَرَ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَيْلَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، وَلَيَوْمٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، أَمَّا يَوْمُهُ فَيَوْمُ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، وَأَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةُ الْغَارِ، حِينَ وَقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهِ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص355 اسلام عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 381

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ (دن یا رات کے وقت) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا باعث عزت ہے، ان کا امیر (خلیفہ) ہونا فتح کی نشانی ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی میں) ایک فرشتہ ہوتا تھا جو آپ کی رہنمائی کرتا تھا (آپ کو فاروق اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ) آپ رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کو واضح کیا، قرآن کریم نے آپ کی رائے کی تائید کی، بنی سُلیم کے ایک حرَمی نامی آدمی نے کہا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اس بات کو دہرایا۔ اس سلمی آدمی نے اپنی بات (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں) کو تین بار کہا، جب لوگ واپس لوٹے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ بتایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات؛ عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک دن؛ عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ دن وہ ہے کہ جب (وفات نبوی کے وقت اسلام کا اظہار کرنے والے بعض) عرب لوگ مرتد ہوئے۔ اور رات (ہجرت والی) غار کی رات ہے جب حضرت ابو بکر

رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

[11]: عمر رضی اللہ عنہ اسلام کا حفاظتی دروازہ:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ آخِذًا بِيَدِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللهُ إِذْ غَمَزَهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ: مَهْ يَا قُفْلَ الْإِسْلَامِ! أَوْجَعْتَنِي فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا أَبَا ذَرٍّ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! تَذْكُرُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟ يُذَكِّرُهُ إِذْ أَقْبَلْتَ فَأَشْرَفْتَ عَلَى الْوَادِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ تُصِيبَكُمْ فِتْنَةٌ مَا كَانَ هٰذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ فَأَنْتَ قُفْلُ الْإِسْلَامِ يَا عُمَرُ!"

الشریعۃ للآجری: ص 510 الرقم 1446

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (کسی بات پر) حضرت ابو ذر کا ہاتھ پکڑا اور اسے جھٹکا سا دیا۔ تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: رک جایئے اے اسلام کے محافظ! آپ کے جھٹکا دینے سے مجھے درد محسوس ہو رہا ہے۔ (یعنی آپ اسلام کا دروازہ ہیں تو مجھے آپ سے تکلیف نہیں پہنچی چاہیے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو ذر! آپ نے مجھے اسلام کا محافظ کیسے کہا؟ ابو ذر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین: کیا آپ کو فلاں دن یاد ہے؟ چنانچہ انہوں نے اس دن کا ذکر کیا کہ جب میں نے اس وادی کے قریب پہنچ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک یہ (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) تمہارے درمیان ہے تو تم فتنہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ اے عمر! آپ اسلام کا حفاظتی دروازہ ہیں۔

[12]: عمر رضی اللہ عنہ... جنتی ہیں:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ: مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا الْيَوْمَ؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ تَصَدَّقَ الْيَوْمَ؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا قَالَ: فَمَنْ عَادَ مَرِيضًا؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ شَيَّعَ جِنَازَةً؟ قَالَ عُمَرُ: أَنَا. قَالَ: "وَجَبَتْ لَكَ" يَعْنِي الْجَنَّةَ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص 473 من فضائل عمر بن الخطاب رقم الحدیث 585

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا: آج کس نے جنازہ پڑھا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج کس نے کسی مریض کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کون روزے سے رہا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ (عمر کے لئے جنت واجب ہوگئی)

[13]: اہل جنت کا چراغ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص 523 من فضائل عمر بن الخطاب رقم الحدیث 677

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کا چراغ عمر بن الخطاب ہے۔

[14]: فضائل عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرنے میں عمر نوح چاہیے:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمَّارُ! أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنِفًا فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ لِي: لَوْ لَبِثْتُ مَا لَبِثَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ-

الشریعۃ للآجری: ص512 الرقم 1451

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمار! ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! مجھے یہ بتائیے کہ آسمانوں میں حضرت عمر کے فضائل کون سے بیان ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل مجھ سے کہنے لگے: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اتنے زیادہ فضائل ہیں کہ) اگر میں آپ کے پاس عمر نوح کے برابر بھی ٹھہرا رہوں تب بھی حضرت عمر کے فضائل ختم نہیں ہوں گے۔

استخلافِ ابی بکر رضی اللہ عنہ میں نمایاں کردار

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3668

ترجمہ: سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو جائے اور دوسرا تم (مہاجرین) میں سے ہو جائے (تاکہ دونوں باہمی معاونت سے امرِ خلافت کو بہتر سے بہتر چلا سکیں) اس کے بعد حضرت ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم بھی اس مجلس میں پہنچ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش رہنے کے لیے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں نے ایسا صرف اس لیے کیا تھا کیونکہ میں نے پہلے سے ایک تقریر کا

مضمون سوچا ہوا تھا جو بہت مجھے بہت پسند تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر اس کو نہیں پہنچ سکیں گے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم قریش امراء ہیں تو تم انصار وزراء ہو۔

اس پر حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم ایسا کیسے ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر آپ میں سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں! ہم امراء ہیں اور آپ انصار وزراء ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں معزز اور شریف خاندان کے طور پر معروف و مشہور ہیں اور ان کا علاقہ (مکہ مکرمہ) عرب کے درمیان میں ہے۔ اب تمہیں اس کا مکمل اختیار ہے کہ چاہو تو عمر بن خطاب کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: نہیں آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سے سب سے بہتر انسان آپ ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی، پھر باقی لوگوں نے بھی بیعت کی۔

انصار کی آمادگی:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ: فَقَامَ خَطِيبُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَخَلِيفَتُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ أَنْصَارُ خَلِيفَتِهِ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَهُ قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: صَدَقَ قَائِلُكُمْ أَمَا لَوْ قُلْتُمْ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَمْ نُتَابِعْكُمْ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص261 اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ انصار کے خطیب (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہاجر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوں گے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار رہے ہیں ان کے خلیفہ کے بھی مددگار رہیں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا تمہارے خطیب نے سچ فرمایا ہے اگر تم اس حقیقت کے علاوہ کسی اور نظریے کے قائل ہوتے تو ہم آپ کی بات نہ مانتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص259 قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے اپنا موقف یہ پیش کیا کہ ایک امیر ہم انصار میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے انصار! آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ابو بکر لوگوں کی امامت کریں۔ تم میں سے کون ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنا چاہتا ہے؟ انصار نے کہا کہ اللہ کی پناہ! ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے کیسے بڑھ سکتے ہیں؟

فائدہ: مذکورہ گفتگو سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انصار امر خلافت میں رضاکارانہ تعاون کی پیش کش کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَيْفَانِ فِي غِمْدٍ وَاحِدٍ إِذًا لَا يَصْلُحَانِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: مَنْ لَهُ هٰذِهِ الثَّلَاثُ؟ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ مَنْ صَاحِبُهُ؟ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَنْ هُمَا؟ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا مَعَ مَنْ؟ ثُمَّ بَايَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: بَايِعُوا فَبَايَعَ النَّاسُ أَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَأَجْمَلَهَا.

السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص37 رقم الحدیث 8109

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تین خصوصیات ذکر فرمائیں۔ جن میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

1: اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ خاص ساتھی قرار دیا ہے۔ (سفر ہجرت غار ثور میں) اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر کے سوا اور کون ساتھی تھا؟

2: إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے هما سے مراد اللہ کے نبی کے ساتھ سوائے ابو بکر کے علاوہ کون تھا؟

3: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا۔ آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس وقت نبی کے ساتھ سوائے ابو بکر کے کون تھا؟

بیعتِ خاصہ میں انصار کی سبقت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کر سکیں۔ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ابھی اس مقصد کے لیے تیاری کر رہے تھے کہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بعد بالترتیب حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے بیعت کی۔ پھر ہر طرف سے مہاجرین و انصار بیعت کے لیے امڈے چلے آئے، یہ بیعت خاصہ تھی۔

بیعتِ عامہ:

دوسرے دن مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں دلائل سے لوگوں کو قائل فرمایا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ لِأَبِي بَكْرٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ عَامَّةُ النَّاسِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 260 اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت والے دن میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے ابو بکر منبر پر تشریف لائیں (تاکہ لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر سکیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے رہے حتی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر لوگوں نے عمومی بیعت کی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) نقل کرتے ہیں:

وَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوهُ فَبَايَعَهُ عُمَرُ، وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص261 اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ تمہارے امیر ہیں ان کی بیعت کرو! خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اس کے بعد مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی۔

عہد صدیقی میں

جمع قرآن کی تحریک:

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَاٰى عُمَرُ. قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ. فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ الخ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4986

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلایا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

حضرت صدیق اکبر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سارے حفاظ شہید ہوگئے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر ایسے ہی جنگوں میں حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ ان کے سینوں ہی میں چلا جائے گا؛ اس لئے میری رائے یہ ہے آپ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اس میں خیر ہی خیر ہے۔ یہ مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے؛ بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا اور اب میری رائے بھی یہی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کی ہے- حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم نوجوان بھی ہو، سمجھدار بھی ہو، عادل بھی ہو، ہم تم میں کسی طرح کی تہمت موجود نہیں پاتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی بھی رہے ہو۔ لہذا تم قرآن کریم کی آیات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاش کرو اور ان کو جمع کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم فرماتے تو یہ میرے لیے قرآن کریم جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔

حضرت زید: آپ حضرات ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا؟

حضرت ابو بکر: قسم بخدا! یہ تو اچھا ہی کام ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں مسلسل مجھ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی

اللہ عنہما کی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن کریم کے اجزاء کو تلاش کرنا شروع کیا اور اسے کھجور کی شاخوں، باریک سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کر کے ایک جگہ جمع کر دیا۔

مال غنیمت کی تملیک و تقسیم کا مسئلہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: أَنَّ الزِّبْرِقَانَ ابْنَ بَدْرٍ، وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ طَلَبَا إِلٰى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُقْطِعَهُمَا، فَأَقْطَعَهُمَا وَكَتَبَ لَهُمَا كِتَابًا، فَقَالَ لَهُمَا عُثْمَانُ: أَشْهِدَا عُمَرَ فَإِنَّهُ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ، وَهُوَ أَجْوَزُ لِأَمْرِكُمَا، فَأَتَيَا عُمَرَ بِالْكِتَابِ، فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ بَزَقَ فِيهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ وُجُوهَهُمَا ثُمَّ قَالَ: لَا، وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ، اللّٰهَ لَتَفْلَقُنَّ وُجُوهَ الْمُسْلِمِينَ بِالسُّيُوفِ وَالْحِجَارَةِ ثُمَّ لَنَكْتُبَنَّ لَكُمْ لِفَيْئِهِمْ. فَرَجَعَا إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَا: وَاللّٰهِ مَا نَدْرِي أَنْتَ الْخَلِيفَةُ أَمْ عُمَرُ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِي صَنَعَ، فَقَالَ: وَإِنَّا لَا نُجِيزُ إِلَّا مَا أَجَازَهُ عُمَرُ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص358 اسلام عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 383

ترجمہ: حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت زبرقان بن بدر اور حضرت اقرع بن حابس دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور زمین کی جاگیر کا مطالبہ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو جاگیر دے دی اور ساتھ تحریر بھی لکھ دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گواہ بنالو کیونکہ (میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ) ان کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور وہ تمہارے کام کے جواز کے زیادہ حقدار ہیں، دونوں حضرات تحریر لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے آپ رضی اللہ عنہ نے جب تحریر کو دیکھا تو اس پر غصے سے

تھوک (کر اسے مٹا) دیا اور ان کے چہرے پر مارا پھر فرمایا: تم لوگ اس مطالبے میں عزت کے حقدار نہیں ۔ اللہ مسلمانوں (کو جہاد کا حکم دے کر ان) کے چہروں کو پتھروں اور تلواروں کے ساتھ زخمی کرے اور ہم تمہیں (مفت میں) اس کی غنیمت لکھ دیں۔ وہ دونوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے بخدا ہمیں معلوم نہیں کہ آپ خلیفہ ہیں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا ؟ انہوں نے سارا واقعہ بتا دیا جو ان کے ساتھ ہوا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی چیز کی اجازت دیں گے جس کی حضرت عمر اجازت دیں گے۔

فائدہ:

حضرت زبرقان بن بدر اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما؛ دونوں کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ دونوں سن 9 ہجری میں بارگاہِ نبوت میں ایک وفد میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوئے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ کو بنو تمیم کا سردار بنایا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں یہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بنو تمیم کے شرفاء میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انہیں غزوات میں شرکت کا موقع نہ ملا لیکن اس کی تلافی انہوں نے خلفائے راشدین کے دور میں کی۔ چنانچہ عہد صدیقی کی مشہور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بعض معرکوں میں بھی آپ بطور امیر شریک رہے۔

حدیث مذکور میں ان دونوں حضرات کی طرف سے جس زمین کا مطالبہ کیا گیا تھا اس سے مراد وہ زمینیں ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کے نتیجے میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔

استخلاف عمر رضی اللہ عنہ:

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحْضَرَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَالِيًا لِيَكْتُبَ عَهْدَ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، "هٰذَا مَا عَهِدَ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ ، أَمَّا بَعْدُ! ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ عُثْمَانُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَلَمْ آلُكُمْ خَيْرًا. ثُمَّ أَفَاقَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: اقْرَأْ عَلَيَّ. فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَكَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: أَرَاكَ خِفْتَ أَنْ يَخْتَلِفَ النَّاسُ إِنْ مُتُّ فِي غَشْيَتِي. قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ.

الکامل فی التاریخ: ج2 ص425 ذکر استخلافہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لیے آپ) نے علیحدگی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ استخلاف عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ لکھوائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس بارے میں میرا فیصلہ لکھو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”یہ فیصلہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کے نام ہے۔ اما بعد!“

(اتنی بات لکھوا پائے کہ) آپ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے اما بعد کے بعد یہ عبارت لکھی: ”میں آپ لوگوں پر اپنا جانشین عمر بن خطاب کو مقرر کرتا ہوں اور میں نے آپ لوگوں کے لیے بھلائی و خیر خواہی کے معاملے میں کوتاہی نہیں کرتا۔“

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں! (جو لکھا ہے وہ) مجھے سناؤ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ عبارت سنائی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: اللہ اکبر۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ اگر میں بے ہوشی میں ہی وفات پا جاتا تو لوگ اختلاف وافتراق کا شکار ہو جاتے (تبھی آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں ایسے ہی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور اھلِ اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اپنے عہد خلافت میں

خلافت کے بعد پہلا خطبہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ: إِنَّ اللهَ ابْتَلَاكُمْ بِي، وَابْتَلَانِي بِكُمْ، وَأَبْقَانِي فِيكُمْ بَعْدَ صَاحِبِي، فَوَاللهِ لَا يَحْضُرُنِي شَيْءٌ مِنْ أَمْرِكُمْ فَيَلِيَهُ أَحَدٌ دُونِي، وَلَا يَتَغَيَّبُ عَنِّي فَآلُو فِيهِ عَنِ الْجَزَاءِ وَالْأَمَانَةِ، وَلَئِنْ أَحْسَنُوا لَأُحْسِنَنَّ إِلَيْهِمْ، وَلَئِنْ أَسَاؤُوا لَأُنَكِّلَنَّ بِهِمْ». قَالَ الرَّجُلُ: فَوَاللهِ مَا زَادَ عَلَى ذٰلِكَ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص208 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (منصب خلافت کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے آپ لوگوں کو آزمایا ہے اور آپ لوگوں کے ذریعے مجھے آزمایا ہے اور میرے دونوں ساتھیوں کے بعد مجھے آپ لوگوں میں باقی رکھا ہے۔ قسم بخدا! آپ کے معاملات جو میرے بس میں ہوئے حل کروں گا اور جو معاملات میری طاقت سے زیادہ ہوئے میں اس پر طاقت ور اور امانت دار لوگوں کو مقرر کروں گا (جو آپ کے معاملات حل کریں گے) قسم بخدا! اگر لوگ میرے ساتھ اچھا معاملہ کریں گے تو میں بھی ان کے ساتھ اچھا معاملہ کروں گا اور اگر لوگ میرے ساتھ برا معاملہ کریں گے تو میں ان کو سزا دوں گا۔ حاضرین مجلس بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ اسی پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔

امام ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی رحمہ اللہ (ت 333ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَعِدَ

الْمِنْبَرَ. فَقَالَ: مَا كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيَرَانِي أَنْ أَرَى نَفْسِي أَهْلًا لِمَجْلِسِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَنَزَلَ مِرْقَاةً. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ تُعْرَفُوا بِهِ، وَاعْمَلُوا بِهِ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهِ. وَزِنُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوزَنُوا، وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ يَوْمَ تُعْرَضُونَ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ {لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَة} إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ حَقُّ ذِي حَقٍّ أَنْ يُطَاعَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ. أَلَا وَإِنِّي أَنْزَلْتُ نَفْسِي مِنْ مَالِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَنْزِلَةِ وَلِيِّ الْيَتِيمِ. إِنِ اسْتَغْنَيْتُ عَفِفْتُ، وَإِنِ افْتَقَرْتُ أَكَلْتُ بِالْمَعْرُوفِ.

المجالسۃ وجواھر العلم: ج4 ص113، الرقم 1291

ترجمہ: حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو آپ منبر پر تشریف لائے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ (منبر کی سیڑھی) پر بیٹھنا چاہا (جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے) لیکن یہ فرماتے ہوئے ایک درجہ (سیڑھی) نیچے بیٹھے کہ اللہ تعالی کو یہ پسند نہیں کہ میں ابو بکر کی جگہ پر بیٹھوں۔ پھر اللہ رب العزت کی حمد وثنا کی اور فرمایا: قرآن کریم کو دلجمعی کے ساتھ پڑھو اس کو سمجھو اور اس پر عمل کر کے ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو قرآن کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ اپنے آپ کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کو تولا جائے اور قیامت کی تیاری کرو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور اس دن کوئی چیز بھی (اللہ سے) پوشیدہ نہیں ہو گی۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ اچھی طرح سن لو میں نے خود کو اللہ کے مال میں یتیم کے مال کی طرح ولی (نگران) بنایا ہے۔ اگر میں اس سے بے نیاز ہو گیا تو لینا چھوڑ دوں گا اور اگر ضرورت مند ہوا تو بقدر ضرورت سے لیا کروں گا۔

امیر المومنین کا لقب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالُوا: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تُوُفِّيَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ كَانَ يُقَالُ لَهُ "خَلِيْفَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللهُ وَاسْتُخْلِفَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قِيْلَ لِعُمَرَ "خَلِيْفَةُ خَلِيفَةِ رَسُوْلِ اللهِ" فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ عُمَرَ قِيْلَ لَهُ "خَلِيْفَةُ خَلِيْفَةِ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ" فَيَطُوْلُ هٰذَا وَلٰكِنْ أَجْمِعُوا عَلَى اسْمٍ تَدْعُونَ بِهِ الْخَلِيفَةَ يُدْعَ بِهِ مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَعُمَرُ أَمِيرُنَا. فَدُعِيَ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ بِذٰلِكَ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص213 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنے تو آپ کو خلیفۃ الرسول کے لقب سے پکارا جاتا جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کو خلیفۃ خلیفۃ الرسول اللہ کہا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا (اگر یہی سلسلہ جاری رہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد والے خلیفہ کو خلیفۃ خلیفۃ خلیفۃ الرسول سے پکارا جائے گا اور یہ سلسلہ طویل ہو جائے گا لہٰذا خلیفہ کے لیے بہتر نام تجویز کیا جائے جو بعد میں آنے والے کے لیے وہی نام ہو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ ہم مومن ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہیں اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کہا جانے لگا اور

یہ لقب سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی ملا۔

عدل وانصاف کی اساس پر مبنی خطبہ:

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری رحمہ اللہ (ت182ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ مَعْدَانَ الْعُمَرِيَّ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ ذُو حَقٍّ فِي حَقِّهِ أَنْ يُطَاعَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، وَإِنِّي لَا أَجِدُ هَذَا الْمَالَ يُصْلِحُهُ إِلَّا خِلَالٌ ثَلَاثٌ: أَنْ يُؤْخَذَ بِالْحَقِّ، وَيُعْطَى فِي الْحَقِّ، وَيُمْنَعَ الْبَاطِلَ، وَإِنَّمَا أَنَا وَمَالُكُمْ كَوَلِيِّ الْيَتِيمِ إِنِ اسْتَغْنَيْتُ اسْتَعْفَفْتُ، وَإِنِ افْتَقَرْتُ أَكَلْتُ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَسْتُ أَدَعُ أَحَدًا يَظْلِمُ أَحَدًا وَلا يَعْتَدِي عَلَيْهِ حَتَّى أَضَعَ خَدَّهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَأَضَعُ قَدَمِي عَلَى الْخَدِّ الْآخَرِ حَتَّى يُذْعِنَ لِلْحَقِّ، وَلَكُمْ عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ خِصَالٌ أَذْكُرُهَا لَكُمْ فَخُذُونِي بِهَا: لَكُمْ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجْتَبِيَ شَيْئًا مِنْ خَرَاجِكُمْ وَلَا مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا مِنْ وَجْهِهِ، وَلَكُمْ عَلَيَّ إِذَا وَقَعَ فِي يَدِي أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنِّي إِلَّا فِي حَقِّهِ، وَلَكُمْ عَلَيَّ أَنْ أَزِيدَ أُعْطِيَاتِكُمْ وَأَرْزَاقَكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ وَأَسُدَّ ثُغُورَكُمْ، وَلَكُمْ عَلَيَّ أَنْ لَا أُلْقِيَكُمْ فِي الْمَهَالِكِ وَلَا أُجَمِّرَكُمْ فِي ثُغُورِكُمْ وَقَدِ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ زَمَانٌ قَلِيلُ الْأُمَنَاءِ كَثِيرُ الْقُرَّاءِ، قَلِيلُ الْفُقَهَاءِ كَثِيرُ الْأُكَلِ، يَعْمَلُ فِيهِ أَقْوَامٌ لِلْآخِرَةِ يَطْلُبُونَ بِهِ دُنْيَا عَرِيضَةً تَأْكُلُ دِينَ صَاحِبِهَا كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَلَا كُلُّ مَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللهَ رَبَّهُ وَلْيَصْبِرْ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ اللهَ عَظَّمَ حَقَّهُ فَوْقَ حَقِّ خَلْقِهِ فَقَالَ فِيمَا عَظَّمَ مِنْ حَقِّهِ ﴿وَ لَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا

اَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ أَلَا وَإِنِّي لَمْ أَبْعَثْكُمْ أُمَرَاءَ وَلَا جَبَّارِينَ، وَلٰكِنْ بَعَثْتُكُمْ أَئِمَّةَ الْهُدٰى يُهْتَدَى بِكُمْ، فَأَدِرُّوا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حُقُوْقَهُمْ، وَلَا تَضْرِبُوْهُمْ فَتُذِلُّوْهُمْ، وَلَا تَحْمَدُوْهُمْ فَتَفْتِنُوْهُمْ، وَلَا تُغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ دُوْنَهُمْ فَيَأْكُلَ قَوِيُّهُمْ ضَعِيْفَهُمْ، وَلَا تَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِمْ فَتَظْلِمُوْهُمْ، وَلَا تَجْهَلُوْا عَلَيْهِمْ، وَقَاتِلُوْا بِهِمُ الْكُفَّارَ طَاقَتَهُمْ، فَإِذَا رَأَيْتَهُ بِهِمْ كَلَالَةً فَكُفُّوْا عَنْ ذٰلِكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَبْلَغُ فِي جِهَادِ عَدُوِّكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ عَلٰى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ أَنِّي لَمْ أَبْعَثْهُمْ إِلَّا لِيُفَقِّهُوْا النَّاسَ فِي دِيْنِهِمْ وَيَقْسِمُوْا عَلَيْهِمْ فَيْأَهُمْ وَيَحْكُمُوْا بَيْنَهُمْ، فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ رَفَعُوْهُ إِلَيَّ. قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَا يَصْلَحُ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا بِشِدَّةٍ فِي غَيْرِ تَجَبُّرٍ، وَلِيْنٍ فِي غَيْرِ وَهْنٍ.

کتاب الخراج لابی یوسف: ص117، 118 فصل فی تقبیل السواد

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی پھر فرمایا:

کسی حقدار کو یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ میں اس مال کو تین شرائط کے مطابق سے استعمال کرنا درست سمجھتا ہوں: اسے صحیح طریقے سے لیا جائے، صحیح طریقے پر خرچ کیا جائے، اور باطل طریقوں سے بچا جائے۔ میں نے خود کو اللہ کے مال میں یتیم کے ولی کی طرح نگران بنایا ہے۔ اگر میں اس سے بے نیاز ہو گیا تو لینا چھوڑ دوں گا اور اگر ضرورت مند ہوا تو بقدر ضرورت اس میں سے لوں گا۔

اگر کوئی کسی پر ظلم یا زیادتی کرے گا تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک

کہ میں اس کی ایک گال زمین پر اور دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھ کر کچل نہ دوں تا کہ وہ حق کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

لوگو! آپ کے مجھ پر کچھ حقوق ہیں یہ حقوق آپ وصول کر لو، آپ کا مجھ پر حق ہے کہ میں آپ کے ٹیکس یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تمہیں ملا اس میں سے جو کچھ بھی ہو اسے حق کے مطابق وصول کروں۔ آپ لوگوں کا مجھ پر یہ بھی حق ہے کہ جو خراج میرے پاس آئے وہ حق کی جگہ پر خرچ ہو، میں آپ کے عطیات اور تنخواہوں میں مناسب اضافہ کروں اور آپ کی سرحدوں کی حفاظت کروں، میں آپ لوگوں کو خطرات میں نہ ڈالوں۔ سرحدوں پر روکے نہ رکھوں۔ آپ لوگوں میں ایک ایسا زمانہ آ گیا ہے جس میں (صحیح معنوں میں) امین لوگ کم ہیں، ہاں قرآن پڑھنے والے زیادہ ہیں جبکہ سمجھنے والے کم ہیں۔ لوگوں کی خواہشات بڑھ گئی ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو کام آخرت والے کرتے ہیں لیکن اس کے ذریعے عظیم دنیا کے طلبگار ہیں یہ ایسا معاملہ ہے جو دین کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ سنو! آپ میں سے جس پر بھی ایسی صورت حال آئے اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور صبر سے کام لے۔ لوگو! اللہ نے اپنے حق کو مخلوق کے حقوق پر فضیلت دی ہے اور اس نے اپنے حق میں سے جس چیز کو زیادہ قابل تعظیم بنایا اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ لَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸۰)﴾

اور نہ وہ (نبی) تمہیں یہ حکم دے سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو خدا بناؤ، جب کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ کیا وہ (نبی) تمہیں (ایمان) کے بعد کفر اختیار کرنے کا حکم دے گا؟ (ایسا نہیں ہو سکتا)

در حقیقت میں نے تمہیں (لوگوں پر) حکمران یا ظالم بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں

نے آپ کو ہدایت کا امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ کے ذریعے لوگ ہدایت پر آجائیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان کے حقوق دو، ان کو مار کر ذلیل نہ کرو اور ان کی تعریف بھی نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تم انہیں فتنہ میں ڈال دو۔

اور ان کے لیے دروازے بند نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ ان کے طاقتور لوگ ان کے کمزور لوگوں کو کھا جائیں (غالب آجائیں)۔ خود کو ان پر ترجیح نہ دو ایسا نہ ہو کہ ان پر ظلم کر بیٹھو، ان کے (حقوق) بارے میں غافل نہ رہو اور اپنی طاقت کے زریعے کفار سے لڑو۔ پس اگر تم دیکھو کہ لشکر اکتاہٹ کا شکار ہے قتال کرنے سے رک جاؤ یہ تمہارے دشمن کے خلاف جہاد کا سب سے مؤثر طریقہ ہے۔ لوگو! میں تمہیں (ملکوں) کے امراء کے پر گواہ بناتا ہوں، میں نے انہیں اس لیے بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو دین سمجھائیں اور ان کے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں، ان کے (جھگڑوں کا) فیصلہ کریں۔ اگر ان کے لیے کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہو تو میرے پاس لائیں۔ راوی کہتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: یہ معاملہ مناسب نہیں ہے سوائے تکبر کے بغیر شدت کے ساتھ اور نرمی کے بغیر کمزوری کے ساتھ۔

سربراہ کا سادہ معیار زندگی:

سربراہ کے طرز زندگی کے اثرات رعایا پر پڑتے ہیں، اگر حکمران انصاف پسند، قناعت پسند اور سادگی پسند ہو تو عوام میں ظلم و تشدد، خواہش پرستی اور فیشن پرستی جنم نہیں لیتی جس کی وجہ سے معاشرہ سکون و راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ کہ بہت بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے لیکن مزاجاً سادگی اور قناعت پسندی کے خوگر تھے۔ تاریخ ایسے کئی واقعات کی شہادت دیتی ہے۔

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَأَرْسَلَ أَبُو سَبْرَةَ وَفْدًا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فِيهِمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَالْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ وَمَعَهُمُ الْهُرْمُزَانُ، فَقَدِمُوا بِهِ الْمَدِينَةَ وَأَلْبَسُوهُ كِسْوَتَهُ مِنَ الدِّيبَاجِ الَّذِي فِيهِ الذَّهَبُ وَتَاجَهُ، وَكَانَ مُكَلَّلًا بِالْيَاقُوتِ، وَحِلْيَتَهُ لِيَرَاهُ عُمَرُ وَالْمُسْلِمُونَ. فَطَلَبُوا عُمَرَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَسَأَلُوا عَنْهُ فَقِيلَ: جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ لِوَفْدٍ مِنَ الْكُوفَةِ، فَوَجَدُوهُ فِي الْمَسْجِدِ مُتَوَسِّدًا بُرْنُسَهُ، وَكَانَ قَدْ لَبِسَهُ لِلْوَفْدِ، فَلَمَّا قَامُوا عَنْهُ تَوَسَّدَهُ وَنَامَ، فَجَلَسُوا دُونَهُ وَهُوَ نَائِمٌ وَالدِّرَّةُ فِي يَدِهِ، فَقَالَ الْهُرْمُزَانُ: أَيْنَ عُمَرُ؟ قَالُوا: هُوَ ذَا. فَقَالَ: أَيْنَ حَرَسُهُ وَحُجَّابُهُ؟ قَالُوا: لَيْسَ لَهُ حَارِسٌ وَلَا حَاجِبٌ وَلَا كَاتِبٌ، قَالَ: فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا. قَالُوا: بَلْ يَعْمَلُ بِعَمَلِ الْأَنْبِيَاءِ.

فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ بِجَلَبَةِ النَّاسِ فَاسْتَوَى جَالِسًا ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْهُرْمُزَانِ، فَقَالَ: الْهُرْمُزَانُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذَلَّ بِالْإِسْلَامِ هٰذَا وَغَيْرَهُ أَشْبَاهَهُ! فَأَمَرَ بِنَزْعِ مَا عَلَيْهِ، فَنَزَعُوهُ وَأَلْبَسُوهُ ثَوْبًا صَفِيقًا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا هُرْمُزَانُ! كَيْفَ رَأَيْتَ عَاقِبَةَ الْغَدْرِ وَعَاقِبَةَ أَمْرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: يَا عُمَرُ! إِنَّا وَإِيَّاكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ اللّٰهُ قَدْ خَلّٰى بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فَغَلَبْنَاكُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْآنَ مَعَكُمْ غَلَبْتُمُونَا، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا حُجَّتُكَ وَمَا عُذْرُكَ فِي انْتِقَاضِكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرٰى؟ فَقَالَ: أَخَافُ أَنْ تَقْتُلَنِي قَبْلَ أَنْ أُخْبِرَكَ، قَالَ: لَا تَخَفْ ذٰلِكَ، وَاسْتَسْقٰى مَاءً فَأُتِيَ بِهِ فِي قَدَحٍ غَلِيظٍ، فَقَالَ: لَوْ مِتُّ عَطَشًا لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَشْرَبَ فِي مِثْلِ هٰذَا، فَأُتِيَ بِهِ فِي إِنَاءٍ يَرْضَاهُ، قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُقْتَلَ وَأَنَا أَشْرَبُ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ حَتّٰى تَشْرَبَهُ، فَأَكْفَأَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَعِيدُوا عَلَيْهِ وَلَا تَجْمَعُوا عَلَيْهِ بَيْنَ الْقَتْلِ وَالْعَطَشِ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي الْمَاءِ، إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَأْمِنَ بِهِ، فَقَالَ عُمَرُ لَهُ: إِنِّي قَاتِلُكَ. فَقَالَ: قَدْ آمَنْتَنِي فَقَالَ: كَذَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: صَدَقَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَدْ آمَنْتَهُ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَنَسُ! أَنَا

أُؤَمِّنُ قَاتِلَ مَجْزَأَةَ بْنِ ثَوْرٍ وَالْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ! وَاللهِ لَتَأْتِيَنَّ بِمَخْرَجٍ أَوْ لَأُعَاقِبَنَّكَ، قَالَ: قُلْتَ لَهُ: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ حَتّٰى تُخْبِرَنِي وَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ حَتّٰى تَشْرَبَهُ، وَقَالَ لَهُ مَنْ حَوْلَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْهُرْمُزَانِ وَقَالَ: خَدَعْتَنِي، وَاللهِ لَا أَنْخَدِعُ إِلَّا أَنْ تُسْلِمَ. فَأَسْلَمَ. فَفَرَضَ لَهُ فِي أَلْفَيْنِ وَأَنْزَلَهُ الْمَدِينَةَ، وَكَانَ الْمُتَرْجِمُ بَيْنَهُمَا الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، وَكَانَ يَفْقَهُ شَيْئًا مِنَ الْفَارِسِيَّةِ، إِلٰى أَنْ جَاءَ الْمُتَرْجِمُ.

وَقَالَ عُمَرُ لِلْوَفْدِ: لَعَلَّ الْمُسْلِمِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الذِّمَّةِ فَلِهٰذَا يَنْتَقِضُونَ بِكُمْ؟ قَالُوا: مَا نَعْلَمُ إِلَّا وَفَاءً، قَالَ: فَكَيْفَ هٰذَا؟ فَلَمْ يُشْفِهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ، إِلَّا أَنَّ الْأَحْنَفَ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّكَ نَهَيْتَنَا عَنِ الِانْسِيَاحِ فِي الْبِلَادِ، وَإِنَّ مَلِكَ فَارِسَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَنَا مَا دَامَ مَلِكُهُمْ فِيهِمْ، وَلَمْ يَجْتَمِعْ مَلِكَانِ مُتَّفِقَانِ حَتّٰى يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، وَقَدْ رَأَيْتَ أَنَّا لَمْ نَأْخُذْ شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ إِلَّا بِانْبِعَاثِهِمْ وَغَدْرِهِمْ، وَأَنَّ مَلِكَهُمْ هُوَ الَّذِي يَبْعَثُهُمْ، وَلَا يَزَالُ هٰذَا دَأْبُهُمْ حَتّٰى تَأْذَنَ لَنَا بِالِانْسِيَاحِ فَنَسِيحَ فِي بِلَادِهِمْ وَنُزِيلَ مُلْكَهُمْ، فَهُنَالِكَ يَنْقَطِعُ رَجَاءُ أَهْلِ فَارِسَ. فَقَالَ: صَدَقْتَنِي وَاللهِ! وَنَظَرَ فِي حَوَائِجِهِمْ وَسَرَّحَهُمْ، وَأَتٰى عُمَرَ الْكِتَابُ بِاجْتِمَاعِ أَهْلِ نَهَاوَنْدَ، فَأَذِنَ فِي الِانْسِيَاحِ فِي بِلَادِ الْفُرْسِ.

الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص548، 549 ثم دخلت سنۃ سبع عشرۃ

ترجمہ: اس کے بعد ابو سبرہ نے ایک وفد حضرت عمر کے پاس بھیجا جس میں انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی شریک تھے اور ان کے ساتھ ہرمزان بھی تھا یہ لوگ اس کو اپنے ہمراہ مدینہ لے گئے اور اسے دیباج کے کپڑے پہنا دیئے۔ جس میں سونے سے کام کیا ہوا تھا اور اس کا تاج جس میں یاقوت جڑے ہوئے تھے وہ اس کے سر پر رکھ دیا یہ انھوں نے اس وجہ سے کیا تھا تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان

بھی اس کو دیکھیں۔

انہوں نے مدینے پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا لیکن وہ انہیں نہ ملے تو انہوں نے لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو کسی نے کہا کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہیں کوفہ سے آئے ہوئے وفد سے ملاقات کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں ٹوپی دار کپڑے کی ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کپڑے کو کسی وفد کی آمد کے موقع پر پہنا کرتے تھے جب یہ وفد چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کپڑے کا تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھا اور سو گئے اس وقت بھی درہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا تو یہ لوگ دور کھڑے دیکھتے رہے۔ ہرمزان نے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کدھر ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہی عمر ہیں تو ہرمزان بولا کہ ان کے دربان اور چوکیدار کدھر ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہ ان کا کوئی چوکیدار ہے نہ کوئی دربان اور نہ ہی کوئی ان کا کاتب ہے تو ہرمزان بولا کہ ان کو تو نبی ہونا چاہیے تھا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ نبی نہیں ہیں بلکہ یہ انبیاء کے طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔

کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی آواز سن کر بیدار ہو گئے۔ اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور پھر ہرمزان نے انکی طرف نظر کی تو پوچھا کہ یہ ہرمزران ہے؟ تو وہ لوگ بولے کہ ہاں یہی ہرمزان ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اسلام کے ذریعے ان جیسوں کو ذلیل ورسوا کیا اور حکم دیا کہ اس کے یہ کپڑے اتار کر اس کو موٹے کے کپڑے پہناؤ پھر ہرمزان سے پوچھا کہ اے ہرمزان اللہ کے حکم سے روگردانی کرنا اور غداری کرنے کا انجام تجھے کیا نظر آرہا ہے؟ تو ہرمزان بولا عمر تم نے اور ہم نے زمانہ جاہلیت دیکھا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو چھوڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے ہم تم پر غالب تھے اور جب یہ وقت آیا ہے تو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جس کی وجہ سے تم ہم پر

غالب آ گئے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تم اس وجہ سے غالب تھے کہ تم لوگ متفق تھے اور ہم لوگ متفرق ہوئے پڑے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ایک مرتبہ معاہدہ توڑنے کے بعد دوسری مرتبہ معاہدہ توڑنے کا تیرے پاس کیا عذر ہے؟ تو ہرمزان بولا کہ مجھے خطرہ ہے کہ میرے بتانے سے پہلے ہی آپ مجھے قتل کروادیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اس چیز کا خوف نہ کر اس کے بعد ہرمزان نے پانی مانگا تو اسے ایک موٹے سے پیالے میں پانی دیا گیا۔ تو یہ بولا میں پیاسا رہ سکتا ہوں لیکن میں اس جیسے پیالے میں پانی نہیں پی سکتا تو پھر اس کی پسند کے مطابق پیالے میں اسے پانی دیا گیا تو یہ پھر بولا کہ مجھے خطرہ ہے کہ مجھے پانی پینے میں ہی قتل کر دیا جائے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو جب تک پانی نہ پی لے گا تو اس چیز کا ڈر محسوس نہ کر تو یہ سن کر ہرمزان نے پیالہ اوندھا کر کے پانی زمین پر گرا دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے دوبارہ پانی دو اور اس کو پیاسی حالت میں قتل نہ کرنا تو ہرمزان بولا کہ مجھے پانی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میرا مقصود امان حاصل کرنا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو تجھے قتل کرنے والا ہوں تو ہرمزان بولا کہ آپ تو مجھے امان دے چکے ہو۔

حضرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ سچ کہہ رہا ہے کہ آپ اسے امان دے چکے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انس! کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو امان دے دوں؟ خدا کی قسم! تم میرے سامنے اس کو چھوڑنے کی وجہ بیان کرو ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ نے اسے کہا تھا کہ جب تک تو بتائے گا نہیں تجھے کچھ نہیں کہا جائے گا اور جب تک تو پانی

نہیں پی لے گا تجھ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ وہاں موجود دوسرے لوگوں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہی بات بتائی۔ تو آپ ہرمزان کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے کہا: تو نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے، خدا کی قسم! میں تیرے دھوکے میں نہیں آؤں گا، ہاں اگر تو مسلمان ہو جائے تو اور بات ہے۔ تو ہرمزان مسلمان ہو گیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بطور خرچ دو ہزار مقرر کر دیئے اور اس کو مدینے میں ہی ٹھہر ایا۔ ان کے درمیان ترجمانی کا کام حضرت مغیرہ بن شعبہ سرانجام دے رہے تھے کیونکہ ان کو تھوڑی بہت فارسی آتی تھی۔ ان کے بعد دوسرا شخص مستقل طور پر اس کی ترجمانی کے لیے آگیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفد والوں کو کہا مجھے لگتا ہے کہ شاید مسلمان ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے اس وجہ سے تو تمہارے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں کو توڑ دیتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ مسلمان اپنے معاہدے کو نبھاتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پھر یہ کام کیوں ہوتا ہے؟ تو ان کی اس بات کا تسلی بخش جواب صرف احنف ہی دے سکے انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے خود ہمیں روکا ہے کہ ہم ان شہروں میں زیادہ آمد و رفت نہ رکھیں اور ملک فارس کی حکومت ابھی ان لوگوں کے پاس ہی ہے۔ لہذا یہ جب تک ان کے پاس رہے گی وہ ہم سے جنگ کرتے رہے گے۔ اور کسی بھی سلطنت میں دو بادشاہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اگر رہیں بھی تو وہ اپنے میں سے ایک ایک کو باہر نکال کر ہی دم لیتا ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہے کہ ہم کسی کو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتے یہاں تک کہ وہ لوگ بک جائیں اور غداری کریں اور ان کا بادشاہ ہمارے مقابلے کے لیے لشکر بھیجتا رہے گا اور آئندہ بھی ان کی یہی عادت رہے گی۔ یہاں تک کہ آپ ہم کو ان کے شہروں میں پھیل جانے کی اجازت دے دیں تو ہم وہاں گھس کر ان کی بادشاہت

ختم کر دیں گے۔ اور پھر اہل فارس کی (اپنی حکومت واپس لینے کی) امیدیں ختم ہوں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم تو نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی ضروریات وغیرہ کو پورا کر کے انہیں روانہ کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط پہنچا کہ اہلِ نہاوند پھر لڑائی کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ان کے شہروں میں پھیل جانے کی اجازت دی۔

امور خلافت میں اصحاب رسول سے معاونت:

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری رحمہ اللہ (ت182ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دَعَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِذَا لَمْ تُعِينُونِي فَمَنْ يُعِينُنِي؟ قَالُوا: نَحْنُ نُعِينُكَ.

کتاب الخراج لابی یوسف: ص114 فصل فی تقبیل السواد

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا: اگر آپ لوگ (امور خلافت میں)میری معاونت نہیں کرو گے تو پھر کون میری معاونت کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: ہم ہی آپ کی معاونت کریں گے۔

احساس ذمہ داری اور جفاکشی:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْعَبْسِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ حَيْرَ الصَّدَقَةِ مَعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: فَجَلَسَ عُثْمَانُ فِي الظِّلِّ يَكْتُبُ، وَقَامَ عَلِيٌّ رَاسَهُ يُمِلُّ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ عُمَرُ، وَعُمَرُ فِي الشَّمْسِ قَائِمٌ فِي يَوْمٍ حَارٍّ شَدِيدِ الْحَرِّ، عَلَيْهِ بُرْدَانِ أَسْوَدَانِ، مُتَّزِرًا بِوَاحِدٍ، وَقَدْ لَفَّ عَلَى رَأْسِهِ آخَرَ، يَعُدُّ إِبِلَ الصَّدَقَةِ، يَكْتُبُ أَلْوَانَهَا وَأَسْنَانَهَا. فَقَالَ عَلِيٌّ لِعُثْمَانَ- وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَعْتَ بِنْتِ شُعَيْبٍ فِي كِتَابِ اللهِ: يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ، ثُمَّ أَشَارَ عَلِيٌّ بِيَدِهِ إِلَى عُمَرَ. فَقَالَ: "هٰذَا الْقَوِيُّ الأَمِينُ".

تاریخ الطبری: ج4 ص201 ذکر بعض سیرہ [عمر رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: حضرت ابو بکر العبسی سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ساتھ صدقہ کے باغ میں داخل ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سائے میں بیٹھ کر لکھ رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سر کے جانب اس چیز کی املا کروا رہے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے آپ رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے موسم میں دھوپ میں کھڑے تھے آپ پر دو سیاہ رنگ کی چادریں تھیں ایک چادر آپ نے جسم پر تہبند کی طرح اور دوسری سر پر لپیٹی ہوئی تھی اور صدقہ کے اونٹ شمار کر رہے تھے، ان کے رنگ اور ان کی عمریں لکھ رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: کتاب اللہ میں حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی بیٹی کا بیان ہے: ابو جان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے دیجئے، آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لیے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو امانت دار بھی ہو۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہی قوی اور امین آدمی ہیں۔

قیامِ امن کی عملی کاوشیں:

اسلام میں امن کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو علاقے اسلامی سلطنت کے زیرِ نگیں آئے یا جو پہلے سے موجود تھے ان میں عدالتی نظام کو فعال کیا، مفتوحہ علاقوں میں بنیادی طور پر دو کام کیے جاتے وہاں کے باسیوں کو دینِ اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا جاتا اور دوسرا وہاں عدالتیں قائم کر کے قیامِ امن اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا۔ آپ نے قانون کے علمی ماخذ کے طور پر قرآن و سنت کے بعد قضائے صالحین کو درجہ دیا۔

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

سنن النسائی: رقم الحدیث 5401

ترجمہ: حضرت شریح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں لکھا: اللہ کی کتاب (قرآن کریم) کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو اس کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کرو۔ اور اگر وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں (تمہاری تحقیق کے مطابق) مذکور نہ ہو تو

پھر سلف صالحین کے فیصلے کے مطابق اس کا فیصلہ کرو۔ پھر بھی وہ مسئلہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قضائے صالحین سے (صراحتاً) منقول نہ ہو تو چاہو تو آگے بڑھتے ہوئے (اجتہاد کر کے) فیصلہ کرو۔ اور چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ (یعنی اپنے اجتہاد سے اس میں خاموشی مناسب سمجھو تو خاموشی اختیار کر لو۔) اور میرے خیال میں (بعض ایسے معاملات میں کہ جہاں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قضائے صالحین صراحتاً منقول نہ ہوں وہاں) آپ کے لیے خاموشی ہی بہتر ہے۔

والسلام علیکم۔

فائدہ: اس سے ہمیں قرآن و سنت کے بعد صالحین یعنی دین کے ماہرین کے فیصلوں پر عمل کرنے کا درس ملتا ہے۔

کمال دیانت وبلندی اخلاق:

اسلام باہمی مشاورت پر زور دیتا ہے تاکہ خیر کے پہلو زیادہ سے زیادہ سامنے آئیں اور نقصان دہ پہلو سے بچا جاسکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی اس کی عملی نمونہ تھی، خلیفہ وقت میں عدالت، دیانت، تقویٰ، علم دین سے واقفیت، انتظامی امور میں اہلیت اور احکام شریعت کے نفاذ کی صلاحیت موجود ہوتی ہے جو اسے عوام ممتاز کر دیتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے مشیروں کی بات کو اہمیت دیتے تھے، اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ایسے الفاظ ذکر فرماتے جس سے آپ کی کمال دیانت اور عاجزی چھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَشْيَاخٌ مِنَّا قَالُوا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي غِبْتُ عَنِ امْرَأَتِي سَنَتَيْنِ

فَجِئْتُ وَهِيَ حُبْلَى فَشَاوَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَاسًا فِي رَجْمِهَا فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ كَانَ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيلٌ فَلَيْسَ لَكَ عَلَى مَا فِي بَطْنِهَا سَبِيلٌ فَاتْرُكْهَا حَتَّى تَضَعَ فَتَرَكَهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَدْ خَرَجَتْ ثَنَايَاهُ فَعَرَفَ الرَّجُلُ الشَّبَهَ فِيهِ فَقَالَ: ابْنِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ, فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ.

السنن الکبریٰ للبیہقی: ج7ص443رقم الحدیث15966

ترجمہ: حضرت ابو سفیان کہتے ہیں کہ مجھے میرے مشائخ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین میں اپنی اہلیہ سے دو سال غائب رہا ہوں اور جب واپس آیا ہوں تو وہ حاملہ ہے (اس وجہ سے میری اہلیہ شرعی سزا کی مستحق قرار پاتی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اس کے رجم کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے امیر المومنین! آپ کو عورت کے رجم کرنے کا تو حق ہے لیکن اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس پر آپ کو اختیار حاصل نہیں وہ بے گناہ ہے لہذا اس حکم کو بچے کی ولادت تک موخر کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بچے کی ولادت تک موخر کر دیا پھر اس خاتون نے بچے کو جنم دیا، جب اس بچے کے سامنے کے دانت نکل آئے تو اس شخص نے اس بچے میں اپنی مشابہت پائی اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ بچہ میرا ہی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتیں معاذ بن جبل جیسا شخص پیدا کرنے سے عاجز ہو چکی ہیں اور اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی رحمہ اللہ (ت764ھ) نقل کرتے ہیں:

وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَتَعَوَّذُ مِنْ قَضِيَّةٍ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْ حَسَنٍ وَقَالَ فِي الْمَجْنُوْنَةِ الَّتِيْ أَمَرَ بِرَجْمِهَا وَفِي الَّتِيْ وَضَعَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَرَادَ عُمَرُ رَجْمَهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا ..... وَقَالَ لَهُ: إِنَّ اللهَ رَفَعَ الْقَلَمَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ الْحَدِيْثَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلَا عَلِيٌّ هَلَكَ عُمَرُ.

الوافی بالوفیات: ج21 ص179 تحت العنوان علی بن عبد الملک

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر اس مسئلہ کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے جہاں حضرت علی موجود نہ ہوں۔ اور ایک ایسی دیوانی عورت کے بارے میں کہ حضرت عمر نے جس کی سنگساری کا حکم دیا تھا، اور ایک ایسی عورت کے بارے کہ جس کے چھ مہینے کی مدت میں بچہ پیدا ہوا تھا، اور حضرت عمر اس کو سنگسار کرنا چاہتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے: " اور عورت کے حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے " اس کے بعد حضرت عمر سے کہا: خدا نے دیوانوں پر کوئی ذمہ داری نہیں رکھی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

فائدہ: یہ الفاظ آپ کے کمال دیانت، انصاف پسندی، بلندی اخلاق کی علامت ہیں باوجودیکہ آپ بڑے تھے لیکن چھوٹوں کی جو بات درست نظر آئی اسے قبول فرمایا۔ اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم بھی چھوٹوں کی آراء کو اہمیت دیں اگر وہ زیادہ بہتر ہوں تو انہیں قبول کریں۔ اس سے ہمیں دیانت و انصاف پسندی کا درس ملتا ہے۔

انسانی حقوق میں مساوات:

آپ نے اسلام کی نافذ شدہ تعلیم مساوات کو مزید آگے بڑھایا، چنانچہ کسی علاقے کے حاکم، گورنر بلکہ خود خلیفۃ المسلمین کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو

دوسروں پر ترجیح دے جو وظیفہ بدریوں کو ملتا وہی آپ لیتے تھے۔

فائدہ:　اس سے ہمیں مساوات کا درس ملتا ہے۔

حقوقِ نسواں کا حقیقی تصور:

اسلام میں خواتین کو بہت بلند مقام حاصل ہے اور خواتین میں سب سے اہم عنصر حیا اور تقدس کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے عزت اور حقوق کو محفوظ کرنے کے لیے حجاب کو لازمی سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کی موافقت میں قرآن کریم نازل فرما کر حجاب کو ضروری قرار دیا۔ خواتین کے لیے رائے کی آزادی بھی حقوق نسواں کے ذیل میں آتی ہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک بن سلمۃ الازدی الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَبْلُغُنِي عَنْ أَحَدٍ سَاقَ أَكْثَرَ مِنْ شَيْءٍ سَاقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سِيقَ إِلَيْهِ إِلَّا جَعَلْتُ فَضْلَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ ثُمَّ نَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! كِتَابُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَوْ قَوْلُكَ؟ قَالَ: بَلْ كِتَابُ اللهِ بِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَتْ: إِنَّكَ نَهَيْتَ النَّاسَ آنِفًا أَنْ يُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ وَاللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ﴾ فَقَالَ عُمَرُ: كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ. مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِي مَالِهِ مَا شَاءَ.

شرح مشکل الآثار للطحاوی: ج 13 ص 57 رقم الحدیث 5059

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شرعی احکام سمجھانے کے لیے خطبہ دیا اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ عورتوں کے مہنگے مہنگے حق مہر مقرر نہ کرو مجھے کسی کے بارے میں یہ پتہ نہ چلے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حق مہر دیتا ہو اگر ایسا ہوا تو میں اس سے لے کر بیت المال میں جمع کر دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر سے باہر تشریف لائے تو ایک قریشی خاتون نے آپ سے کہا: امیر المومنین! اللہ کی کتاب قرآن مجید زیادہ لائق اتباع ہے یا آپ کی بات؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ کی کتاب زیادہ لائق اتباع ہے۔ (لیکن آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہیں؟) اس قریشی خاتون نے فرمایا: آپ نے ابھی لوگوں کے مہنگے حق مہر دینے منع کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب قرآن میں فرماتے ہیں: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کی بات سن کر دو یا تین بار تواضعاً یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اس کے بعد دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا: میں نے تمہیں مہنگے حق مہر مقرر کرنے نے روکا تھا۔ اب میں کہتا ہوں کہ مرد کو اپنے مال کو (حق مہر کے طور پر) خرچ کرنے کا مکمل اختیار ہے۔

فائدہ: اس سے ہمیں حجاب، آزدی اظہار رائے اور خواتین کی سماجی عزت و احترام کا درس ملتا ہے۔

اشکال:

قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تو بالکل واضح تھا کہ عورت کو ایک بھاری رقم بھی مہر میں دی جاسکتی ہے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی رقم بطورِ مہر مقرر کرنے سے کیوں روکا؟ نیز آخر میں اس عورت کی بات ماننے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اس عورت کو قرآن فہمی کا حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ملا تھا اور یہ کہ بھاری بھر کم مہر مقرر کرنا اب بلا کراہت درست ہے۔

جواب:

[1]: حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی یہ قرآنی حکم واضح تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کا روکنا عملِ رسول کی وجہ سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا مہر اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دیا ہے اس سے زیادہ مقدار نہ دی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مہر زیادہ مقرر کر لینے کے بعد جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو دشواریاں پیش آتی ہیں اور خاوند بیوی میں دشمنی کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تُغَالُوا صَدَاقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ، كَانَ أَوْلَاكُمْ وَأَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أَصْدَقَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُثَقِّلُ صَدَقَةَ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ.

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1887

ترجمہ: حضرت ابو العجفاء سلمی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے مہر بھاری مقرر نہ کرو۔ اس لیے کہ بھاری مہر مقرر کرنا اگر دنیا میں باعثِ عزت ہوتا یا اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ کی چیز ہوتی تو اس کے زیادہ حقدار اور عمل کے لائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی اور کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا۔ نیز آدمی اپنی بیوی کے

بھاری مہر کی وجہ بو جھل رہتا ہے یہاں تک کہ یہی مہر اس کے دل میں بیوی سے دشمنی کا سبب بن جاتا ہے۔

[2]: مہر کم مقرر کرنا باعث برکت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کم مہر کے تقرر کی رائے دینا بھی اسی برکت کے حصول کے لیے تھا۔ کم مہر کے باعثِ برکت ہونے پر اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مبارک مروی ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم رحمہ اللہ (ت405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ صَدَاقًا.

المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج2 ص532 رقم الحدیث 2786

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ بابرکت عورت وہ ہے جس کا حق مہر آسانی والا ہو۔

[3]: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عورت کی بات کو مان لینا اس لیے نہیں تھا کہ اس عورت کو آپ رضی اللہ عنہ سے زیادہ قرآن کا فہم حاصل تھا بلکہ اصل بات یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اگر زیادہ مہر نہ کرنے کی رائے پر عمل کر لیا گیا تو آگے چل کر کہیں زیادہ مہر کے تقرر کو لوگ حرام ہی نہ سمجھنے لگ جائیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بھاری بھر کم مہر مقرر کر دینے میں دشواریوں اور عداوت والے اندیشوں کی کراہت بھی باقی نہ رہے بلکہ یہ کراہت بہر حال اب بھی قائم رہتی ہے۔

بیت المال کے منظم نظام کی بنیاد:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ بْنِ نَقِيْذٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَشَارَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي تَدْوِيْنِ الدِّيْوَانِ ... وَقَالَ عُثْمَانُ: أَرٰى مَالًا كَثِيْرًا يَسَعُ النَّاسَ وَإِنْ لَّمْ يُحْصَوْا حَتّٰى يُعْرَفَ مَنْ أَخَذَ مِمَّنْ لَمْ يَأْخُذْ حَسِبْتُ أَنْ يَّنْتَشِرَ الْأَمْرُ.

فتوح البلدان للبلاذری: ص267 العطاء فی خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت جُبَیر بن الحویرث بن نقید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے بیت المال کی ریکارڈ بندی کے متعلق مشورہ لیا۔(اس موقع پر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے یہ پیش کی کہ مجھے (آنے والے وقت میں یوں) نظر آرہاہے کہ مال بہت آئے گا جو لوگوں کے لیے کافی وافی ہو گا۔(ابھی سے یہ ترتیب بنانی ضروری ہے کہ ریکارڈ جمع کیا جائے اور) اگر لوگوں کا ریکارڈ نہ رکھا گیا کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آنے والے وقت میں یہ معاملہ انتشار کا شکار ہو گا(یعنی مشکل پیش آئے گی۔)

بیت المال سے وظیفہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَكَثَ عُمَرُ زَمَانًا لَا يَأْكُلُ مِنَ الْمَالِ شَيْئًا حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ خَصَاصَةٌ. وَأَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشَارَهُمْ فَقَالَ: قَدْ شَغَلْتُ نَفْسِي فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَمَا يَصْلُحُ لِي مِنْهُ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: كُلْ وَأَطْعِمْ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص233 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ایوب بن ابی امامہ بن سہل بن حُنیف رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابو امامہ بن سہل بن حُنیف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (منصب خلافت سنبھالنے کے بعد) کافی عرصہ تک بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ (ریاستی امور میں مشغولیت کے باعث کاروبار وغیرہ کر کے کمانا مشکل تھا) اس لیے نوبت تنگ دستی تک آ پہنچی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پیغام بھیجا (کہ ایک اہم معاملے میں مشورہ کرنا ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو) آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا کہ میں امور ریاست میں مشغول ہوں، کیا بیت المال سے میرے لیے بقدر ضرورت مال لینے کی گنجائش ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھائیے اور کھلائیے!

فائدہ: معلوم ہوا کہ دینی امور میں اپنی خدمات کو جاری رکھنے کے لیے اجرت بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت بوجہ حبس الوقت بصورت حق الخدمت لی جا سکتی ہے۔

معلمینِ قرآن کی باقاعدہ تنخواہ کا اجزاء:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم پڑھانے والے معلمین اور قاری صاحبان کی باقاعدہ تنخواہیں جاری فرمائیں۔

چنانچہ امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْوَضِينِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: ثَلَاثَةٌ مُعَلِّمُونَ كَانُوا بِالْمَدِينَةِ يُعَلِّمُونَ الصِّبْيَانَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْزُقُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ خَمْسَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا كُلَّ شَهْرٍ.

السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص124 رقم الحدیث 12013

ترجمہ: وضین بن عطار حمہ اللہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں تین معلم تھے جو

بچوں کو پڑھاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سب کو پندرہ درہم ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے۔

اسلامی تقویم کی بنیاد:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فِي سَنَةِ سِتَّ عَشَرَةَ - وَقِيلَ: سَنَةِ سَبْعَ عَشَرَةَ أَوْ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ - فِي الدَّوْلَةِ الْعُمَرِيَّةِ عَلٰى جَعْلِ ابْتِدَاءِ التَّأْرِيخِ الْإِسْلَامِيِّ مِنْ سَنَةِ الْهِجْرَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رُفِعَ إِلَيْهِ صَكٌّ - أَيْ حُجَّةٌ، لِرَجُلٍ عَلٰى آخَرَ - وَفِيهِ أَنَّهُ يَحِلُّ عَلَيْهِ فِي شَعْبَانَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَيُّ شَعْبَانَ؟ أَشَعْبَانُ هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي نَحْنُ فِيهَا أَوِ السَّنَةِ الْمَاضِيَةِ أَوِ الْآتِيَةِ؟ ثُمَّ جَمَعَ الصَّحَابَةَ فَاسْتَشَارَهُمْ فِي وَضْعِ تَأْرِيخٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص220 وقائع السنۃ الاولی من الھجرۃ

ترجمہ: خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سن 16، سن 17 یا سن 18 ہجری (علی اختلاف الاقوال) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء سن ہجرت سے کی جائے۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دستاویز پیش کی گئی جو ایک شخص کی دوسرے شخص؛ مقروض کے خلاف تھی جس میں مذکور تھا کہ (قرض کی) یہ رقم شعبان میں واجب الاداء ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کون سا شعبان؟ موجودہ سال کا؟ سال گزشتہ یا آئندہ سال کا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے تاریخ مقرر کرنے کے بارے میں مشاورت فرمائی۔

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چند آراء درج ذیل تھیں:

1. سن ولادت نبوی 2. سن بعثت نبوی 3. سن ہجرت نبوی 4. سن وفات نبوی

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

وَأَشَارَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَآخَرُونَ أَنْ يُؤَرِّخَ مِنْ هِجْرَتِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِظُهُورِهِ لِكُلِّ أَحَدٍ فَإِنَّهُ أَظْهَرُ مِنَ الْمَوْلِدِ وَالْمَبْعَثِ. فَاسْتَحْسَنَ ذٰلِكَ عُمَرُ وَالصَّحَابَةُ، فَأَمَرَ عُمَرُ أَنْ يُؤَرِّخَ مِنْ هِجْرَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص80 فتح قرقیسیاء وھیت فی ھذہ السنۃ

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ تاریخ کی ابتداء ہجرت والے سال سے شروع کی جائے۔ کیونکہ ہجرت کا واقعہ سب کے سامنے ظاہر ہے۔ مزید یہ کہ ولادت، بعثت اور وفات کی بنسبت ہجرت زیادہ مشہور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس رائے کو سراہا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کیا کہ تاریخ اسلامی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت سے شروع کیا جائے۔

اس کے بعد سال کا آغاز کس مہینے سے کیا جائے؟ اس میں بھی درج ذیل آراء سامنے آئیں:

1. محرم 2. ربیع الاول 3. رجب 4. رمضان

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ عُثْمَانُ: أَرِّخُوا الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرٌ حَرَامٌ وَهُوَ أَوَّلُ السَّنَةِ وَمُنْصَرَفُ النَّاسِ مِنَ الْحَجِّ، قَالَ: وَكَانَ ذٰلِكَ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَقِيلَ: سَنَةَ سِتَّ عَشْرَةَ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص169 باب التاریخ من این ارّخوا التاریخ؟

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم سے تاریخ کی ابتداء کی جائے کیونکہ محرم ان مہینوں میں سے ایک ہے جو قابل احترام ہیں۔ اور (عرب دستور کے مطابق) سال کا ابتدائی مہینہ ہے۔ اس مہینے میں لوگ حج سے (واپس اپنے گھروں کو) لوٹ چکے ہوتے ہیں۔ یہ 17 یا 16 ہجری کی بات ہے (جب یہ مشورہ ہو رہا تھا تو اس وقت) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

فائدہ: یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ہجرت ربیع الاول میں فرمائی لیکن اس کا ارادہ محرم سے فرمالیا تھا۔ گویا ہجرت کا منصوبہ محرم میں تشکیل پایا گیا۔

عمال کی تربیت اور سرزنش:

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری رحمہ اللہ (ت182ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ إِذَا بَلَغَهُ أَنَّ عَامِلَهُ لَا يَعُودُ الْمَرِيضَ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ الضَّعِيفُ نَزَعَهُ.

کتاب الخراج لابی یوسف: ص117 فصل فی تقبیل السواد

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک جب یہ بات پہنچتی کہ ان کے مقرر کردہ عامل مریض کی عیادت نہیں کرتے اور کوئی کمزور آدمی (کسی وجہ سے) اس تک نہیں پہنچ سکتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو (کبھی حالات کے پیش نظر) منصب سے ہٹا بھی دیتے۔

عامل مصر عیاض بن غنم کا واقعہ:

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری رحمہ اللہ (ت182ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلاً أَشْهَدَ عَلَيْهِ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَغَيْرِهِمْ وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا: أَنْ لَا يَرْكَبَ بِرْذَوْنًا، وَلَا يَلْبَسَ ثَوْبًا رَقِيقًا، وَلَا يَأْكُلَ نَقِيًّا، وَلَا يُغْلِقَ بَابًا دُونَ حَوَائِجِ النَّاسِ، وَلَا يَتَّخِذَ حَاجِبًا. قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ إِذَا هَتَفَ بِهِ رَجُلٌ: يَا عُمَرُ أَتَرَى هَذِهِ الشُّرُوطَ تُنْجِيكَ مِنَ اللهِ تَعَالَى وَعَامِلُكَ عِيَاضُ بْنُ غَنْمٍ عَلَى مِصْرَ فَدَعَا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ، وَكَانَ رَسُولُهُ إِلَى الْعُمَّالِ فَبَعَثَهُ وَقَالَ: ائْتِنِي بِهِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي تَجِدُهُ عَلَيْهَا. قَالَ فَأَتَاهُ فَوَجَدَ عَلَى بَابِهِ حَاجِباً فَدَخَلَ فَإِذَا عَلَيْهِ قَمِيصٌ رَقِيقٌ. قَالَ: أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ: دَعْنِي أَطْرَحْ عَلَيَّ قِبَائِي. فَقَالَ: لَا، إِلَّا عَلَى حَالِكَ هٰذِهِ قَالَ: فَقَدِمَ بِهِ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ عُمَرُ قَالَ: انْزَعْ قَمِيصَكَ. وَدَعَا بِمِدْرَعَةِ صُوفٍ وَبِرَبِيضَةٍ مِنْ غَنَمٍ وَعَصًا فَقَالَ: الْبَسْ هَذِهِ الْمِدْرَعَةَ وَخُذْ هٰذَا الْعَصَا وَارْعَ هَذِهِ الْغَنَمَ وَاشْرَبْ وَاسْقِ مَنْ مَرَّ بِكَ وَاحْفَظِ الْفَضْلَ عَلَيْنَا، أَسَمِعْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا، فَجَعَلَ يُرَدِّدُهَا عَلَيْهِ وَيُرَدِّدُ الْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا، فَقَالَ عُمَرُ: وَلِمَ تَكْرَهُ هٰذَا، وَإِنَّمَا سُمِّيَ أَبُوكَ غَنْمًا لِأَنَّهُ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ أَتُرَى يَكُونُ عِنْدَكَ خَيْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ: انْزَعْ وَرَدَّهُ إِلَى عَمَلِهِ، قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَامِلٌ يُشْبِهُهُ.

کتاب الخراج لابی یوسف: ص 116 فصل فی تقبیل السواد

ترجمہ: حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی کو عامل بناتے تو اس پر انصار اور اس کے علاوہ ایک جماعت کو گواہ بنا لیتے اور اس پر چار شرطیں لگاتے۔ کسی خچر پر سواری نہ کرے، نہ وہ باریک لباس پہنے، نہ وہ قیمتی غذائیں کھائے، وہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے حوالے سے اپنا دروازہ بند نہ کرے۔ اور نہ ہی اپنا دربان دروازے پر بٹھائے۔

راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں چکر لگا رہے تھے

ایک آواز دینے والے نے آواز دی: اے عمر! کیا تم سمجھتے ہو کہ (عمال کے لیے محض یہ) شرائط لگانا تمہیں خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچا لے گا؟ حالانکہ مصر میں تمہاری طرف سے عیاض بن غنم (جیسا شخص جو ان شرائط کی پاسداری نہیں کرتا اسے بطور) عامل مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا جنہیں آپ قاصد کے طور پر عُمّال کی طرف بھیجتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجا اور فرمایا: عیاض بن غنم کو میرے پاس لاؤ اور اسی حالت میں لانا جس حالت میں آپ ان کو دیکھو، راوی کہتے ہیں قاصد ان کے پاس پہنچا تو ان کے دروازے پر دربان کو دیکھا جب وہ اندر داخل ہوئے تو (عیاض بن غنم) نے ایک باریک قمیص پہنی ہوئی تھی۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: امیر المومنین !کو جواب دہی کے لیے تیار ہو جاؤ (میرے ساتھ چلیے)۔ انہوں نے کہا: ٹھہریئے! میں اپنا جبہ اتار لوں۔ قاصد نے کہا نہیں بلکہ اسی حالت میں چلیے۔

راوی کہتے ہیں محمد بن مسلمہ ان کو اسی حالت میں لے آئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اپنی قمیص اتار دو، اور اون کا لباس، بھیڑوں ایک ریوڑ اور ایک ڈنڈا منگوایا، پھر فرمایا: یہ لباس پہنو، یہ ڈنڈا پکڑو اور ان بھیڑوں کو چراؤ، ان کو پانی پلاؤ اور جو بھی آپ کے قریب سے گزرے ان کو بھی پلاؤ اور جو احسان ہم پر ہے اس کی حفاظت کرو۔ کیا آپ نے ہماری بات کو سن لیا؟ عیاض نے کہا: جی ہاں (آپکی بات کو سن لیا) لیکن (میرے لیے) موت ان (بھیڑوں کے چرانے سے) بہتر ہے آپ رضی اللہ عنہ اپنی بات کو دہراتے رہے اور عیاض بن غنم اس بات کو دہراتا رہا کہ اس حالت میں بھیڑوں کو چرانے سے موت بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں یہ ناپسند کیوں ہے؟ آپ کے والد کا نام غنم (بھیڑ بکری) رکھا گیا کیونکہ وہ بھیڑوں بکریوں کی دیکھ بھال کرتے تھے آپ

کو نہیں لگتا کہ یہ آپ کے لیے بہتر رہے گا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں امیر المومنین! آپ نے فرمایا: اس کے یہ کپڑے اتار دو اور انہیں واپس اپنے کام پر بھیج دو۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس کے بعد ان جیسا (اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے والا) عامل کبھی نہیں دیکھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رہنما قوم کو چاہیے کہ وہ مخلص باصلاحیت متعلقین کی اصلاح ضرور کریں لیکن انہیں نظام سے الگ نہ کریں ورنہ وہ ضائع ہو جائیں گے۔

عمال کی نگرانی اور رعایا کی خوشحالی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟ قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَ: قَالَا: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3700

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہادت سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ آپ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور انہیں یہ فرما رہے تھے کہ آپ لوگوں نے (محصول کی ادائیگی میں) کیا کیا ہے؟ کیا آپ لوگوں کو یہ اندیشہ ہے کہ (عراق کی) زمین کا اتنا طے کر دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو گی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر محصول کا اتنا ہی بوجھ ڈالا جسے ادا کرنے کی

زمین میں گنجائش موجود تھی۔ اس سلسلے میں ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھ لو پھر اچھی طرح سوچ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ نے اتنا ٹیکس لگایا ہو جو زمین کی پیداوار کے اعتبار سے زیادہ ہو۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے (بلکہ حسب استطاعت اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہی ٹیکس لگایا ہے)۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیوہ خواتین کو اس حال میں چھوڑ کر جاؤں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔

رعایا کی تربیت اور تادیبی کارروائی:

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری رحمہ اللہ (ت182ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَلَامَةَ قَالَ: ضَرَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رِجَالًا وَنِسَاءً ازْدَحَمُوا عَلٰى حَوْضٍ، قَالَ: فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ قَدْ هَلَكْتُ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنْ كُنْتَ ضَرَبْتَهُمْ عَلٰى غِشٍّ وَعَدَاوَةٍ فَقَدْ هَلَكْتَ، وَإِنْ كُنْتَ ضَرَبْتَهُمْ عَلٰى نُصْحٍ وَإِصْلَاحٍ فَلَا بَأْسَ، إِنَّمَا أَنْتَ رَاعٍ، إِنَّمَا أَنْتَ مُؤَدِّبٌ.

کتاب الخراج لابی یوسف: ص115 فصل فی تقبیل السواد

ترجمہ: حضرت ابو سلامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص اور خاتون کو مارا جنہوں نے حوض پر رش لگا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ مجھے اپنی ہلاکت کا خوف ہے (کہ میں نے کہیں ان پر زیادتی تو نہیں کی؟) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ نے انہیں ناحق اور دشمنی کی وجہ سے مارا ہے تو پھر وہی بات ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ اگر

آپ نے انہیں نصیحت اور اصلاح کے لیے مارا ہے تو آپ کے لیے کوئی نقصان نہیں کیونکہ آپ (بحیثیت خلیفہ ان کے) نگران اور انہیں ادب سکھلانے والے ہیں۔

رعایا کی خبر گیری اور خدمت:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى حَرَّةِ وَاقِمٍ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِصِرَارٍ إِذَا نَارٌ، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ إِنِّي لَأَرَى هَا هُنَا رَكْبًا قَصَّرَ بِهِمُ اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتّٰى دَنَوْنَا مِنْهُمْ، فَإِذَا بِامْرَأَةٍ مَعَهَا صِبْيَانٌ صِغَارٌ وَقِدْرٌ مَنْصُوبَةٌ عَلٰى نَارٍ وَصِبْيَانُهَا يَتَضَاغَوْنَ، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْحَابَ الضَّوْءِ، وَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ: يَا أَصْحَابَ النَّارِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، فَقَالَ: أَدْنُو؟، فَقَالَتِ: ادْنُ بِخَيْرٍ أَوْ دَعْ، فَدَنَا فَقَالَ: مَا بَالُكُمْ؟ قَالَتْ: قَصَّرَ بِنَا اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، قَالَ: فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَةِ يَتَضَاغَوْنَ؟ قَالَتِ: الْجُوعُ، قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ فِي هٰذِهِ الْقِدْرِ؟ قَالَتْ: مَا أُسْكِتُهُمْ بِهِ حَتّٰى يَنَامُوا، وَاللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيْ رَحِمَكِ اللّٰهُ، وَمَا يُدْرِي عُمَرَ بِكُمْ؟ قَالَتْ: يَتَوَلّٰى عُمَرُ أَمْرَنَا ثُمَّ يَغْفُلُ عَنَّا. قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتّٰى أَتَيْنَا دَارَ الدَّقِيقِ، فَأَخْرَجَ عِدْلًا مِنْ دَقِيقٍ وَكُبَّةً مِنْ شَحْمٍ، فَقَالَ: احْمِلْهُ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: أَنَا أَحْمِلُهُ عَنْكَ، قَالَ: أَنْتَ تَحْمِلُ عَنِّي وِزْرِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَحَمَلْتُهُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَيْهَا، نُهَرْوِلُ، فَأَلْقٰى ذٰلِكَ عِنْدَهَا وَأَخْرَجَ مِنَ الدَّقِيقِ شَيْئًا، فَجَعَلَ يَقُولُ لَهَا: ذُرِّي عَلَيَّ، وَأَنَا أُحَرِّكُ لَكِ، وَجَعَلَ يَنْفُخُ تَحْتَ الْقِدْرِ ثُمَّ أَنْزَلَهَا، فَقَالَ: أَبْغِينِي شَيْئًا، فَأَتَتْهُ بِصَحْفَةٍ فَأَفْرَغَهَا فِيهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقُولُ لَهَا: أَطْعِمِيهِمْ وَأَنَا أُسَطِّحُ لَهُمْ، فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى شَبِعُوا، وَتَرَكَ

عِنْدَهَا فَضْلَ ذٰلِكَ، وَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَجَعَلَتْ تَقُولُ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، كُنْتَ أَوْلٰى بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَقُولُ: قُولِي خَيْرًا إِذَا جِئْتِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَدِّثِينِي هُنَاكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ تَنَحّٰى نَاحِيَةً عَنْهَا ثُمَّ اسْتَقْبَلَهَا فَرَبَضَ مَرْبَضًا، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّ لَنَا شَأْنًا غَيْرَ هٰذَا، وَلَا يُكَلِّمُنِي حَتّٰى رَأَيْتُ الصِّبْيَةَ يَصْطَرِعُونَ ثُمَّ نَامُوا وَهَدَأُوا، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ، إِنَّ الْجُوعَ أَسْهَرَهُمْ وَأَبْكَاهُمْ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَنْصَرِفَ حَتّٰى أَرٰى مَا رَأَيْتُ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص356، 357 اسلام عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 382

ترجمہ: ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حرہ واقم کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم صرار مقام پر پہنچے تو ہمیں آگ نظر آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اسلم مجھے لگتا ہے یہاں کوئی قافلہ ہے جو رات اور سردی کی وجہ سے رکا ہوا ہے، ہمیں (وہاں) لے چلو۔ چنانچہ ہم تیزی سے گئے اور جب ان کے قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک عورت تھی اور اس کے ساتھ دو چھوٹے بچے تھے۔ اس نے ایک ہنڈیا آگ پر چڑھائی ہوئی تھی اور اس کے بچے زور زور سے رو رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے روشنی والو السلام علیکم۔

آپ نے انہیں "اے آگ والو" کہہ کر بلانا ناپسند کیا (کیونکہ یہ الفاظ جہنمیوں کے لیے بھی بولے جاتے ہیں) تو عورت نے کہا: وعلیک السلام۔

آپ نے پوچھا: کیا میں قریب آ سکتا ہوں؟ اس نے کہا اگر خیریت ہے تو آجاؤ، ورنہ دور ہی رہو۔ آپ رضی اللہ عنہ قریب چلے گئے اور پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: رات اور سردی کی وجہ سے ہم آگے نہیں جاسکے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان بچوں کو کیا ہوا ہے، یہ کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا: بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس ہنڈیا میں کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں (خالی ہنڈیا آگ پر چڑھائی ہوئی ہے)۔ بس انہیں خاموش کرا رہی ہوں، تاکہ یہ سو جائیں۔ ہمارے اور عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) کے درمیان اللہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! کیا عمر کو تمہارا اس حالت کے بارے میں پتا ہے؟ اس نے کہا: عمر ہمارے معاملات کا نگران بنا ہے، پھر ہماری خبر نہیں لیتا۔ (یہ سن کر) آپ رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہمیں لے چلو۔ چنانچہ ہم تیزی کے ساتھ نکل پڑے، یہاں تک کہ ہم بیت المال میں گئے۔ آپ نے ستّو کی ایک بوری اور چربی کا ایک تھیلا نکالا اور فرمایا اسے مجھ پر لا دو۔ میں نے کہا، آپ کی جگہ میں اُٹھا لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو کیا قیامت کے دن آپ میرا بوجھ اُٹھا سکو گے؟ چنانچہ میں نے وہ تھیلا ان پر لاد دیا اور وہ چل پڑے، میں بھی ان کے ساتھ اس عورت کے مکان کی طرف چل پڑا۔ ہم تیز تیز چل رہے تھے۔ اس کے پاس پہنچ کر آپ نے یہ سامان رکھ دیا اور کچھ ستو نکال کر اس عورت سے کہنے لگے تم مجھ پر چھوڑ دو، میں یہ کام تمہیں کر کے دیتا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ ہنڈیا کے نیچے پھونک مارنے لگے، پھر اسے نیچے اتارا اور کہا مجھے کوئی چیز دو۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھال لائی آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں کھانا ڈالا پھر عورت سے کہنے لگے ان بچوں کو کھلا دو اور میں ان کے سونے کے لیے چھت بناتا ہوں پھر آپ تب تک وہیں رہے جب تک انہوں نے خوب سیر ہو کر نہ کھا لیا اور اضافی سامان آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے پاس ہی چھوڑ دیا پھر آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی اٹھ پڑا تو وہ عورت کہنے لگی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے امیر المومنین سے زیادہ آپ خلیفہ بننے کے حقدار ہیں آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اچھی بات

کہنا اور اگر اللہ نے چاہا تو وہاں مجھ سے بات کرنا پھر آپ اس عورت کو چھوڑ کر ایک طرف ہو گئے اور اس کی طرف رخ کر کے تاک لگا کر بیٹھ گئے۔

میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی ہمیں اس کے علاوہ اور بھی کام ہیں لیکن آپ مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہے تھے یہاں تک کہ میں نے بچوں کو دیکھا کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر آپس میں کھیلنے لگے اور پھر سو گئے اور انہیں سکون ملا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اسلم بھوک نے ان کی نیند اڑائی تھی اور انہیں رلایا تھا سو میں چاہتا تھا کہ تب تک واپس نہ جاؤں جب تک (ان کی خوشی کا) یہ منظر نہ دیکھ لوں جو ابھی دیکھا ہے۔

فائدہ: مدینہ کا ایک حصہ پتھریلی زمین پر مشتمل اور آتش فشانی پتھروں سے ڈھکا ہوا تھا۔ "حرہ" پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ مدینہ میں اس قسم کے کئی حرّے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام "واقم" تھا۔ یہ نام اس حرّہ کو اس لیے دیا گیا کیونکہ قدیم زمانہ میں اس حرہ میں ایک شخص قیام پذیر ہوا تھا جس کا نام "واقم" تھا۔ اسی مناسبت سے اسے "حرہ واقم" کہتے ہیں۔

نومولود بچوں کا سرکاری وظیفہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَسْلَمُ مَوْلَى عُمَرَ: قَدِمَ الْمَدِينَةَ رُفْقَةٌ مِنْ تُجَّارٍ، فَنَزَلُوا الْمُصَلّٰى فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: هَلْ لَكَ أَنْ تَحْرُسَهُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ! فَبَاتَا يَحْرُسَانِهِمْ وَيُصَلِّيَانِ، فَسَمِعَ عُمَرُ بُكَاءَ صَبِيٍّ فَتَوَجَّهَ نَحْوَهُ فَقَالَ لِأُمِّهِ: اتَّقِ اللهَ تَعَالَى وَأَحْسِنِي إِلَى صَبِيِّكِ. ثُمَّ عَادَ إِلَى مَكَانِهِ، فَسَمِعَ بُكَاءَهُ فَعَادَ إِلَى أُمِّهِ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَكَانِهِ، فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ سَمِعَ بُكَاءَ الصَّبِيِّ

فَأَتَى إِلَى أُمِّهِ فَقَالَ لَهَا: وَيْحَكِ، إِنَّكِ أُمُّ سُوءٍ، مَا لِي أَرَى ابْنَكِ لَا يَقِرُّ مُنْذُ اللَّيْلَةِ مِنَ الْبُكَاءِ؟ ! فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ! إِنِّي أَشْغَلُهُ عَنِ الطَّعَامِ فَيَأْبَى ذٰلِكَ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَتْ: لِأَنَّ عُمَرَ لَا يَفْرِضُ إِلَّا لِلْمَفْطُومِ قَالَ: وَكَمْ عُمُرُ ابْنِكِ هٰذَا؟ قَالَتْ: كَذَا وَكَذَا شَهْرًا، فَقَالَ: وَيْحَكِ لَا تُعْجِلِيهِ عَنِ الْفِطَامِ فَلَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ وَهُوَ لَا يَسْتَبِينُ لِلنَّاسِ قِرَاءَتُهُ مِنَ الْبُكَاءِ قَالَ: بُؤْسًا لِعُمَرَ كَمْ قَتَلَ مِنْ أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيَهِ فَنَادَى، لَا تُعْجِلُوا صِبْيَانَكُمْ عَنِ الْفِطَامِ فَإِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَى الْآفَاقِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص145 ثم دخلت سنۃ ثلاث وعشرین

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ حضرت اسلم مروی ہے کہ تاجروں کے ایک گروہ نے مدینہ منورہ میں نماز کے لیے پڑاؤ ڈالا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ آج رات ان کی پہرے داری کریں گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ ان دونوں (حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما) نے رات کو پہرہ دینے لگے اور نماز بھی ادا فرمائی۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی، آپ اس طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ماں سے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے بچے کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرو (یعنی بچے کو چپ کراؤ)۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر لوٹ آئے کچھ دیر بعد پھر بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کے پاس آئے اور وہی بات فرمائی جو پہلے فرمائی تھی۔ اس کے بعد اپنی جگہ پر لوٹ آئے جب رات کافی ہو گئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سنی۔ آپ اس کی ماں کے پاس آئے اور فرمانے لگے: افسوس ہے تم پر! تم اچھی ماں نہیں ہو، کیا وجہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا بیٹا پوری رات چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں

اس کو کھانا کھلانا چاہتی ہوں لیکن یہ نہیں کھاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسا کیوں کر رہی ہو؟ اس عورت نے کہا: اس وجہ سے کہ عمر صرف اس کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جو بچہ دودھ چھوڑ چکا ہو (غذا کھانے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے بیٹے کی عمر کتنی ہے؟اس نے کہا: اتنے سال اور اتنے مہینے۔ پھر آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی تو (دوران نماز اتنا روئے کہ) رونے کی وجہ سے لوگوں کو قراءت نہ سنا سکے۔ آپ نے فرمایا: عمر کے لیے افسوس ہے کہ اس نے شدت اختیار کر کے کتنے مسلمان بچوں کو قتل (بھوک میں مبتلا) کیا ہے۔ پھر اپنے منادی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ میرا پیغام لوگوں کو سناؤ کہ تم بچوں کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو اس لیے کہ ہم نے ہر نومولود بچے کے لیے اسلام کے اندر حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ منادی نے یہ آواز لگائی۔ آپ نے یہ بات دیگر علاقے والوں کو بھی لکھ دی۔

ذخیرہ اندوزی کی روک تھام:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فَرُّوخَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَأَى طَعَامًا مَنْثُورًا فَقَالَ: مَا هَذَا الطَّعَامُ؟ فَقَالُوا: طَعَامٌ جُلِبَ إِلَيْنَا قَالَ: بَارَكَ اللهُ فِيهِ وَفِيمَنْ جَلَبَهُ قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهُ قَدِ احْتُكِرَ. قَالَ: وَمَنِ احْتَكَرَهُ؟ قَالُوا: فَرُّوخُ مَوْلَى عُثْمَانَ وَفُلَانٌ مَوْلَى عُمَرَ۔ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: مَا حَمَلَكُمَا عَلَى احْتِكَارِ طَعَامِ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيعُ۔ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللهُ بِالْإِفْلَاسِ أَوْ بِجُذَامٍ فَقَالَ فَرُّوخُ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُعَاهِدُ اللهَ وَأُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أَعُودَ فِي طَعَامٍ أَبَدًا وَأَمَّا مَوْلَى عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّمَا نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيعُ.قَالَ أَبُو يَحْيَى: فَلَقَدْ رَأَيْتُ مَوْلَى عُمَرَ مَجْذُومًا.

مسند احمد: ج1 ص283،284 رقم الحدیث135

ترجمہ: حضرت فروخ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں ایک دن مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو دیکھا (مسجد سے باہر) غلہ اناج کا ڈھیر لگا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ سے اس بارے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ ہمارے لیے فلاں جگہ سے لایا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اس غلے میں اور اس کو لانے والے شخص میں برکت عطا فرمائے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفصیل سے بتایا گیا کہ اس کے مالکوں نے اس غلہ کی ذخیرہ اندوزی کی ہوئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ (جنہوں نے مسلمانوں کی ضرورت کے وقت اس غلہ کو اسٹاک کیا ہوا ہے) بتایا گیا کہ فروخ اور فلاں شخص ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ مسلمانوں کی ضرورت کے وقت غلہ کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ امیر المومنین! ہم اپنے مال سے خرید و فروخت کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے مسلمانوں کی ضرورت کے وقت ان کے کھانے پینے کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کی ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کوڑھ کے مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں یا پھر مفلس (غریب) بنا دیتے ہیں۔ اسی وقت فروخ رحمہ اللہ نے عرض کی: اے امیر المومنین! میں اللہ سے اور آپ سے یہ عہد کرتا ہوں

کہ آئندہ کبھی اناج کی ذخیرہ اندوزی نہیں کروں گا جبکہ دوسرے شخص نے کہا کہ ہم اپنے مال سے خرید و فروخت کرتے ہیں۔ (یعنی ہماری مرضی ذخیرہ اندوزی کریں یا نہ کریں کسی کو اس سے کیا؟) ابو یحیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی شخص کو کوڑھ کے مرض کی حالت میں خود دیکھا ہے۔

رعایا پر اثرات:

امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین بن لیث بن رافع المصری رحمہ اللہ (ت 214ھ) نقل کرتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهٰى فِيْ خِلَافَتِهِ عَنْ مَذْقِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ فَخَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي حَوَاشِي الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا بِإِمْرَأَةٍ تَقُوْلُ لِإِبْنَةٍ لَّهَا أَلَا تَمْذُقِيْنَ لَبَنَكِ فَقَدْ أَصْبَحْتِ فَقَالَتِ الْجَارِيَةُ كَيْفَ أَمْذُقُ وَقَدْ نَهٰى أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ الْمَذْقِ فَقَالَتْ قَدْ مَذَقَ النَّاسُ فَامْذُقِيْ فَمَا يَدْرِيْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ إِنْ كَانَ عُمَرُ لَا يَعْلَمُ فَإِلٰهُ عُمَرَ يَعْلَمُ مَا كُنْتُ لَأَفْعَلُهُ وَقَدْ نَهٰى عَنْهُ فَوَقَعَتْ مَقَالَتُهَا مِنْ عُمَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ دَعَا عَاصِمًا ابْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ اذْهَبْ إِلَى مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا فَاسْأَلْ عَنِ الْجَارِيَةِ .وَوَصَفَهَا لَهُ - فَذَهَبَ عَاصِمٌ فَإِذَا هِيَ جَارِيَةٌ مِنْ بَنِيْ هِلَالٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اذْهَبْ يَا بُنَيَّ فَتَزَوَّجْهَا فَمَا أَحْرَاهَا أَنْ تَأْتِيَ بِفَارِسٍ يُسَوِّدُ الْعَرَبَ فَتَزَوَّجَهَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ فَوَلَدَتْ لَهُ أُمَّ عَاصِمٍ بِنْتَ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَأَتَتْ بِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔

سیرۃ عمر بن عبد العزیز: تحت حکایۃ عمر بن الخطاب مع الھلالیۃ و تزوج ابنہ ایاھا

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دودھ میں پانی کی ملاوٹ سے منع کیا تھا، ایک رات مدینہ کی گلیوں کا گشت کر رہے تھے، اچانک آپ رضی اللہ

عنہ نے سنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے: بیٹی! تم نے اب تک دودھ میں پانی نہیں ملایا، صبح ہونے کو ہے۔ بیٹی جواب میں بولی: امی! میں پانی کیسے ملاؤں؟ امیر المومنین نے دودھ میں پانی کی ملاوٹ سے منع کیا ہوا ہے۔ اس پر ماں نے کہا: بیٹی! اور لوگ بھی تو ملاتے ہیں، تم بھی ملالو، امیر المومنین کو کیا خبر؟ بیٹی بولی: اگر عمر کو خبر نہیں، تو عمر کا رب تو جانتا ہے۔ میں یہ کام نہیں کروں گی۔ کیونکہ اس نے اس کام سے منع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ گفتگو بے حد پسند آئی، جب صبح ہوئی، تو اپنے بیٹے عاصم کو بلایا اور واقعہ بتا کر فرمایا کہ فلاں جگہ جاکر معلوم کرو کہ یہ لڑکی کون ہے؟ اور اس کی نشانی بھی بتادی۔ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس کا تعلق قبیلہ بنو ہلال سے ہے، انہوں نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، تو آپ نے اپنے بیٹے عاصم کو فرمایا: اس لڑکی سے نکاح کرلو، وہ یقیناً اس لائق ہے کہ اس کے شکم سے ایک شہ سوار پیدا ہو، جو تمام عرب کی قیادت کرے۔ چنانچہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے اس لڑکی سے نکاح کرلیا، اس سے ایک لڑکی ام عاصم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئی، جس کا نکاح عبد العزیز بن مروان بن حکم سے ہوا، اور ان سے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔

فتح بیت المقدس کا عجیب سفر:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

وَلَمَّا قَدِمَ الشَّامَ لِفَتْحِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَانَ عَلَى جَمَلٍ أَوْرَقَ تَلُوحُ صَلْعَتُهُ لِلشَّمْسِ لَيْسَ عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ وَعِمَامَةٌ قَدْ طَبَّقَ رِجْلَيْهِ بَيْنَ شُعْبَيِ الرَّحْلِ بِلَا رِكَابٍ وَوِطَاؤُهُ كَبْشٌ مِنْ صُوفٍ وَهُوَ فِرَاشُهُ إِذَا نَزَلَ وَحَقِيبَتُهُ مَحْشُوَّةٌ لِيفًا وَهِيَ وِسَادَتُهُ إِذَا نَامَ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ مِنْ كَرَابِيسَ قَدْ رَسَّمَ وَتَخَرَّقَ

جَيْبُه فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ: ادْعُوا لِي رَأْسَ الْقَرْيَةِ. فَدَعَوْهُ فَقَالَ: اغْسِلُوا قَمِيْصِي وَخَيِّطُوهُ وَأَعِيْرُوْنِي قَمِيْصًا فَأُتِيَ بِقَمِيْصٍ كَتَّانٍ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقِيْلَ كَتَّانٌ، فَقَالَ: فَمَا الْكَتَّانُ؟ فَأَخْبَرُوْهُ فَنَزَعَ قَمِيْصَهُ فَغَسَلُوْهُ وَخَاطُوْهُ ثُمَّ لَبِسَهُ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ مَلِكُ الْعَرَبِ، وَهٰذِهِ بِلَادٌ لَا يَصْلِحُ فِيْهَا رُكُوْبُ الْإِبِلِ فَأُتِيَ بِبِرْذَوْنٍ فَطَرَحَ عَلَيْهِ قَطِيْفَةً بِلَا سَرْجٍ وَلَا رَحْلٍ فَلَمَّا سَارَ جَعَلَ الْبِرْذَوْنُ يُهَمْلِجُ بِهِ فَقَالَ لِمَنْ مَعَهُ: احْبِسُوا مَا كُنْتُ أَظُنُّ النَّاسَ يَرْكَبُوْنَ الشَّيَاطِيْنَ هَاتُوا جَمَلِي، ثُمَّ نَزَلَ وَرَكِبَ الْجَمَلَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص144 ثم دخلت سنۃ ثلاث وعشرین

ترجمہ: جب آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی فتح کے لیے شام آئے تو آپ ایک خاکی رنگ کے اونٹ پر سوار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر کا وہ حصہ جہاں سے بال جھڑے ہوئے تھے دھوپ میں چمک رہا تھا، اس وقت آپ کے سر پر نہ عمامہ تھا اور نہ ہی ٹوپی، آپ رضی اللہ عنہ نے پلان کے دونوں حصوں کے درمیان رکاب کے بغیر اپنی ٹانگوں کو جڑا ہوا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ کا (اونٹ پر بیٹھنے کے لیے بچھایا جانے والا کپڑا) مینڈھے کی اون کا تھا وہی آپ کا تکیہ تھا جس جگہ پڑاوڈالتے، آپ رضی اللہ عنہ کا بچھونا ہوتا اور آپ رضی اللہ عنہ کا تھیلا چھال سے بھرا ہوا تھا، جب آپ رضی اللہ عنہ سوتے تھے تو وہی آپ کا تکیہ ہوتا تھا اور آپ کی قمیص کھردرے کپڑے کی تھی جو پرانی ہو چکی تھی جس کا گریبان پھٹ چکا تھا، جب آپ رضی اللہ عنہ کسی جگہ اترتے تو فرماتے کہ بستی کے سردار کو میرے پاس بلاؤ، لوگ اسے بلاتے تو آپ رضی اللہ عنہ اسے فرماتے کہ میری قمیص دھو کر سلائی کروا دو اور مجھے (تھوڑی دیر استعمال کے لیے) عاریتاً دوسری قمیض دے دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کتّان کی قمیص لائی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا یہ کتّان ہے، آپ رضی

اللہ عنہ نے پوچھا کتّان کیا ہوتا ہے ؟ تو لوگوں نے کتان کے بارے میں بتایا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیض اتاری لوگوں نے اسے دھویا اور سلائی کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پہن لیا۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ عرب کے بادشاہ ہیں اور ان ممالک میں اونٹوں کی سواری ایک بادشاہ کی شایانِ شان نہیں، آپ کے پاس ایک خچر لایا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے کجاوے اور زین کے بغیر اس پر چادر ڈال دی (اور سوار ہو گئے) جب آپ رضی اللہ عنہ چلے تو خچر تیزی سے دوڑنے لگا، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا: اسے روک دو! میرا گمان تو یہ تھا کہ لوگ شیاطین پر سواری نہیں کرتے، میرا اونٹ لاؤ پھر آپ رضی اللہ عنہ اس سے اتر کر اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے۔

غیر مسلموں کی جان، مال اور عبادت گاہوں کا تحفظ:

امام ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر الحسینی (ت 845ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَيَذْكُرُ عُلَمَاءُ الْأَخْبَارِ مِنَ النَّصَارٰى أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَمَّا فَتَحَ مَدِيْنَةَ الْقُدُسِ كَتَبَ لِلنَّصَارٰى أَمَاناً عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَأَوْلَادِهِمْ وَنِسَاءِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَجَمِيْعِ كَنَائِسِهِمْ لَا تُهْدَمُ وَلَا تُسْكَنُ، وَأَنَّهُ جَلَسَ فِيْ وَسَطِ صَحْنِ كَنِيْسَةِ الْقُمَامَةِ، فَلَمَّا حَانَ وَقْتُ الصَّلَاةِ خَرَجَ وَصَلّٰى خَارِجَ الْكَنِيْسَةِ عَلَى الدَّرَجَةِ الَّتِي عَلٰى بَابِهَا بِمُفْرَدِهِ، ثُمَّ جَلَسَ وَقَالَ لِلْبَطْرَكِ: لَوْ صَلَّيْتُ دَاخَلَ الْكَنِيْسَةِ لَأَخَذَهَا الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ، وَقَالُوْا هٰهُنَا صَلّٰى عُمَرُ، وَكَتَبَ كِتَابًا يَتَضَمَّنُ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الدَّرَجَةِ إِلَّا وَاحِدٌ وَاحِدٌ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُوْنَ بِهَا لِلصَّلَاةِ فِيْهَا وَلَا يُؤَذِّنُوْنَ عَلَيْهَا.

المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار

ترجمہ: عیسائیوں کے علماء نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا ہے: جب القدس شہر فتح ہوا تو آپ نے عیسائیوں کے لیے معاہدہ امن لکھا کہ ان کی جانوں، ان کی اولاد، ان کی خواتین، ان کے اموال اور ان کے تمام گرجاگھروں کو امان دی جاتی ہے نہ تو گرجاگھروں کو گرایا نہ جائے اور ان میں رہائش نہ رکھی جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ قمامہ نامی گرجاگھر کے صحن کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا آپ وہاں سے باہر تشریف لائے اور (بڑی) سیڑھی کے ایک درجے جو دروازے کی طرف تھا وہاں پر اکیلے نماز ادا کی۔ پھر آپ واپس تشریف فرما ہوئے اور بطرک سے فرمایا: اگر میں گرجاگھر کے اندر نماز پڑھ لیتا تو آئندہ اس دلیل پر کہ عمر نے اس گرجے میں نماز ادا کی تھی مسلمان اس پر قبضہ کر لیں گے۔ اور ایک تحریر لکھی جو اس بات پر مشتمل تھا کہ مسلمانوں میں سے جو بھی گرجاگھر سے باہر سیڑھی کے درجہ پر نماز پڑھنا چاہے تو اکیلا اکیلا پڑھ لے اور مسلمان گرجاگھر کے اندر باجماعت نماز کے لیے جمع نہ ہوں اور نہ ہی اس کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اذان دیں۔

منافقین سے برتاؤ:

حافظ عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا مَاتَ مَيِّتٌ يَسْأَلُ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنْ حَضَرَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ صَلَّى عَلَيْهِ عُمَرُ وَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ حُذَيْفَةُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْضُرْ عُمَرُ.

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج1 ص487 ترجمۃ حذیفۃ بن الیمان

ترجمہ: مدینہ منورہ میں جب کوئی جنازہ آتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ معلوم کرواتے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جنازے میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ پڑھا دیتے اور اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس جنازے میں شریک نہ ہوتے۔

زمانہ عدل کی بہاریں

امام شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی رحمہ اللہ (ت956ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَلَهُ مِنَ الْكَرَامَاتِ مَا لَا تُحْصٰى فَمِنْ كَرَامَتِهِ أَنَّ الْعَنَاصِرَ الْأَرْبَعَ وَافَقَتْهُ، عُنْصُرُ الْمَاءِ وَالْهَوَاءِ وَالتُّرَابِ وَالنَّارِ.

شرح البخاری للسفیری: المجلس الثالث

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامات ہیں۔ انہی میں سے یہ بھی ہے کہ عناصر اربعہ؛ پانی، ہوا، مٹی اور آگ آپ کے موافق تھے۔

1: پانی کا موافق ہونا:

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الانصاری المعروف بابی الشیخ الاصبہانی رحمہ اللہ (ت369ھ) نقل فرماتے ہیں:

لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ أُتِيَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حِينَ دَخَلَ يَوْمٌ مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوا: أَيُّهَا الْأَمِيرُ، إِنَّ لِنِيلِنَا هَذَا سُنَّةٌ لَا يَجْرِي إِلَّا بِهَا فَقَالَ لَهُمْ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: إِذَا كَانَ إِحْدَى عَشْرَةَ لَيْلَةً تَخْلُو مِنْ هَذَا الشَّهْرِ، عَمَدْنَا إِلَى جَارِيَةٍ بِكْرٍ بَيْنَ أَبَوَيْهَا، فَأَرْضَيْنَا أَبَوَيْهَا، وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الثِّيَابِ أَفْضَلَ مَا يَكُونُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي هَذَا النِّيلِ. فَقَالَ لَهُ عَمْرُو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ هَذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا فِي الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، فَأَقَامُوا يَوْمَهُمْ، وَالنِّيلُ لَا يَجْرِي قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا، حَتَّى هَمُّوا بِالْجِلَاءِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَمْرُو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِذٰلِكَ، فَكَتَبَ أَنْ قَدْ أَصَبْتَ بِالَّذِي فَعَلْتَ وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَبَعَثَ بِطَاقَةً فِي دَاخِلِ كِتَابِهِ وَ كَتَبَ إِلَى عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: «إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ

بِطَاقَةً فِي دَاخِلِ كِتَابِي إِلَيْكَ، فَأَلْقِهَا فِي النِّيلِ» فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ الْبِطَاقَةَ فَفَتَحَهَا، فَإِذَا فِيهَا: مِنْ عَبْدِ اللهِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، إِلَى نِيلِ أَهْلِ مِصْرَ، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ، وَإِنْ كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يُجْرِيكَ، فَأَسْأَلُ اللهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ أَنْ يُجْرِيَكَ. قَالَ: فَأَلْقَى الْبِطَاقَةَ فِي النِّيلِ قَبْلَ الصَّلِيبِ بِيَوْمٍ، وَقَدْ تَهَيَّأَ أَهْلُ مِصْرَ لِلْجَلَاءِ مِنْهَا، لِأَنَّهُ لَا تَقُومُ مَصْلَحَتُهُمْ فِيهَا إِلَّا بِالنِّيلِ، فَلَمَّا أَلْقَى الْبِطَاقَةَ أَصْبَحُوا يَوْمَ الصَّلِيبِ، وَقَدْ أَجْرَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سِتَّةَ عَشَرَ ذِرَاعًا فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَطَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تِلْكَ السُّنَّةَ السُّوءَ عَنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الْيَوْمِ "

کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی: قصۃ النیل ومنتہاہ

ترجمہ: جب مصر فتح ہوا تو لوگ اہل عجم کا ایک مہینہ آنے پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے امیر مومنین ہمارے اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے جس کے بغیر وہ نہیں چلتا آپ نے ان سے پوچھا وہ عادت کون سی ہے وہ کہنے لگے جب اس مہینے کی 11 راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم ماں باپ کے گھر میں بیٹھی کنواری دوشیزہ تلاش کرتے ہیں پھر ہم اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور اسے بہترین پوشاک زیب تن کروا کے اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں اس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اسلام پہلے کے تمام رواجوں کو ختم کر دیتا ہے چنانچہ وہ اس مخصوص دن اس رسم سے رکے رہے اور دریائے نیل ذرا سا بھی نہیں چلا حتیٰ کہ انہوں نے وہاں سے ترک وطن کا ارادہ کر لیا جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا انہوں نے جوابا خط لکھا کہ آپ نے بالکل درست

کہا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلام پہلے کے تمام رواج ختم کر دیتا ہے اور آپ نے اپنے جوابی خط لکھ بھیجا اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے اپنے خط میں آپ کی طرف ایک خط بھیجا ہے آپ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس خط کو کھولا اس میں لکھا ہوا تھا:

اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے مصر والوں کے نیل کے نام

اما بعد: اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل اور اگر اللہ تجھے چلاتا ہے تو میں اللہ کے واحد و قہار ذات سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تجھے چلا دے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے صلیب سے ایک دن پہلے وہ خط دریائے نیل میں ڈال دی حالانکہ مصر والے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔

کیونکہ وہاں ان کا گزر بسر دریائے نیل کے بغیر ممکن نہیں تھا چنانچہ جب انہوں نے وہ خط دریائے نیل میں ڈالا تو یوم صلیب کی صبح اس حال میں ہوئی کہ اللہ نے دریائے نیل کو ایک ہی رات میں 16 ہاتھ اونچا جاری کر دیا اور اللہ رب العزت نے آج تک اس بری رسم کو مصر والوں سے ختم کر دیا۔

2: ہوا کا موافق ہونا:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ جَيْشًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ، قَالَ: فَبَيْنَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمًا، قَالَ: فَجَعَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمْنَاهُمْ، فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ:

يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا بِالْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللهُ، فَقِيلَ لِعُمَرَ، يَعْنِي: ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذٰلِكَ.

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص 331، 332 فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 355

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا سالار حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ایک دن خطبہ کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچانک یہ آواز لگائی: اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر اس لشکر کی خبر دینے والا شخص مدینہ منورہ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ امیر المومنین! ہم لوگ شکست کھا گئے اور اس شکست کی حالت میں تھے کہ ہم نے یکایک ایک آواز سنی جس نے تین بار کہا کہ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ ہم نے پہاڑ کی اوٹ میں پناہ لی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ہی تو تھے جس نے اس طرح آواز دی تھی۔

3: زمین کا موافق ہونا:

امام تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی رحمہ اللہ (ت 771ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ كِتَابِ الشَّامِلِ: إِنَّ الْأَرْضَ زُلْزِلَتْ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَالْأَرْضُ تَرْجُفُ وَتَرْتَجُّ ثُمَّ ضَرَبَهَا بِالدِّرَّةِ وَقَالَ: أَقِرِّيْ أَلَمْ أَعْدِلْ عَلَيْكِ فَاسْتَقَرَّتْ مِنْ وَقْتِهَا.

طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی: منھا قصۃ الزلزلۃ

ترجمہ: امام الحرمین نے اپنی کتاب "الشامل" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کے دور میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا اور زمین زور زور سے ہلنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتہائی جلال میں آکر اپنا دُرّہ زور سے زمین پر مار کر فرمایا :اے زمین! ٹھہر جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سننا ہی تھا کہ زمین بالکل ٹھہر گئی اور تب سے لے کر آج تک مدینہ کی سرزمین پر زلزلہ نہیں آیا۔

4: آگ کا موافق ہونا:

امام تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی رحمہ اللہ (ت 771ھ) نقل کرتے ہیں:

كَانَتْ تَخْرُجُ مِنْ كَهْفٍ فِيْ جَبَلٍ فَتَحْرُقُ مَا أَصَابَتْ فَخَرَجَتْ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ فَأَمَرَ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَوْ تَمِيْمًا الدَّارِيِّ أَنْ يَدْخُلَهَا الْكَهْفَ فَجَعَلَ يَحْبِسُهَا بِرِدَائِهِ حَتّٰى أَدْخَلَهَا الْكَهْفَ فَلَمْ تَخْرُجْ بَعْدُ.

طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، منھا قصۃ النار الخارجۃ من الجبل

ترجمہ: (مدینہ منورہ کے) ایک پہاڑ کے غار سے آگ نکلتی تھی جو آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی یہ آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو (اپنی چادر دے کر) فرمایا کہ غار میں چلے جائیں (اور اس چادر کے ذریعے آگ کو وہیں روک دیں) چنانچہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ یا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چادر سے اس آگ کو روک دیا اور غار ہی میں دھکیل دیا۔ چنانچہ یہ آگ پھر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔

علمی ذوق اور فقہی فیصلے

علمی مجالس کا انعقاد:

امام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بنِ الْخَطابِ وَعَلِیّ بن أَبِی طَالِب وغَیْرِهِمَا مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ تَكَلَّمُوْا فی أَحْكَامِ الْحَوَادِثِ قَبْلَ نُزُوْلِهَا وَتَنَاظَرُوْا فِیْ عِلْمِ الْفَرَائِضِ وَالْمَوَارِیْثِ وَتَبِعَهُمْ عَلٰی هٰذِهِ السَّبِیْلِ التَّابِعُوْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ فَكَانَ ذٰلِكَ إِجْمَاعًا مِنْهُمْ عَلٰی أَنَّهُ جَائِزٌ غَیْرُ مَكْرُوْهٍ وَمُبَاحٌ غَیْرُ مَحْظُوْرٍ.

الفقیہ والمتفقہ: ج1 ص344 باب القول فی السوال عن الحادثۃ والکلام

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں منقول ہے کہ ان حضرات نے جدید مسائل کے پیش آنے سے پہلے ان میں گفتگو کی ہے۔ نیز ان حضرات نے میراث کے مسائل میں آپس میں مناظرہ بھی فرمایا ہے۔ حضرات تابعین اور بعد کے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی صحابہ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے مناظرے فرمائے ہیں۔ ان حضرات کا یہ طرز عمل اس بات پہ اجماع ہے کہ مناظرہ جائز ہے مکروہ نہیں اور مناظرہ کرنا مباح ہے ممنوع نہیں۔

حقیۃ الاعتقاد:

ہر مؤمن کو یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ میرا عقیدہ حق ہے اور میرے مخالف کا عقیدہ باطل ہے۔ اس لیے کہ ایمان کا معنیٰ "یقین" ہے۔ اگر اپنے عقیدے

کے حق ہونے کا یقین نہ ہو تو بندہ مؤمن ہی نہیں رہتا۔

امام زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت970ھ) فرماتے ہیں:

وَإِذَا سُئِلْنَا عَنْ مُعْتَقَدِنَا وَمُعْتَقَدِ خُصُومِنَا فِي الْعَقَائِدِ يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نَقُوْلَ: اَلْحَقُّ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ وَالْبَاطِلُ مَا عَلَيْهِ خُصُوْمُنَا.

الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفۃ النعمان: ص330

ترجمہ: جب ہم سے ہمارے اور ہمارے مخالف کے عقیدے کے متعلق پوچھا جائے تو ہماری ذمہ داری ہے ہم یہ جواب دیں کہ ہمارا عقیدہ ہی ٹھیک ہے اور ہمارے مخالف کا عقیدہ باطل ہے۔

اسی امر کا اظہار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟ قَالَ: "بَلٰى." قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: "بَلٰى."

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2731

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (حدیبیہ کے موقع پر) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کیوں نہیں! میں نے عرض کیا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کیوں

نہیں!(یعنی واقعی ہم اہل حق اور ہمارے مخالف اہل باطل ہیں)

فائدہ: درج بالا حدیث مبارک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق پر ہونے اور دشمن کے باطل پر ہونے کا استفہام کیا ہے۔

استفہام (سوال کرنا) کی کئی قسمیں ہیں:

1: استفہامِ تقریری: اپنی بات کو مستحکم اور پختہ کرنے کے لئے بات کو سوالیہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

مثال 1: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ [الاعراف:172] کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

مثال 2: خاوند اپنی بیوی سے کہے: کیا میں تمہارا شوہر نہیں ہوں، کیا میں تمہیں سمجھا نہیں سکتا؟

استاذ اپنے شاگرد سے کہے: کیا میں تمہارا استاد نہیں ہوں، کیا میں تمہیں ڈانٹ نہیں سکتا؟

2: استفہامِ انکاری: کسی غلط بات پہ ڈانٹنے کے لئے یا کسی بات کا انکار کرنے کے لئے سوال کرنا۔

مثال 1: ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ﴾

سورۃ البقرۃ:28

ترجمہ: تم اللہ کا کیسے انکار کرتے ہو؟

مثال 2: جب کسی شخص کے سامنے ایسا کھانا رکھیں جو اسے پسند نہ ہو اور وہ کہے: کیا میں یہ کھانا کھاؤں گا؟ مطلب یہ ہے کہ میں یہ نہیں کھا سکتا!

آپ رضی اللہ عنہ کا استفہام؛ استفہام تقریری ہے یعنی اپنے حق پر ہونے کی پختگی کو سوالیہ انداز میں پیش کر رہے ہیں۔

معرفت نزول قرآن:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهٗ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 45

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن کریم) میں ایک آیت ایسی ہے اگر وہ ہمارے اوپر یعنی دین یہود میں نازل کی جاتی ہے تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کون سی آیت؟ یہودی نے کہا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ہم اس دن کو خوب جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی اچھی طرح سے جہاں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) بروز جمعہ میدان عرفات میں وقوف فرما رہے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہر خوشی کے

موقع کو عید بنالیا جائے۔

حفاظت لغت عرب برائے تفسیر قرآن:

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں قرآن و سنت اور آثار صحابہ و تابعین میں کوئی صراحت نہ ملے تو آیت کی تفسیر لغتِ عرب کے عام محاورات کے مطابق کی جائے گی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: اَوۡ یَاۡخُذَهُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ

سورۃ النحل، رقم الآیۃ: 47

ترجمہ: یا اللہ تعالیٰ ان (مجرموں) کو اس طرح اپنی گرفت میں لے کہ وہ آہستہ آہستہ گھٹتے چلے جائیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿اَوۡ یَاۡخُذَهُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ﴾ فَسَكَتَ النَّاسُ فَقَالَ شَيْخٌ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ: هِيَ لُغَتُنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، التَّخَوُّفُ التَّنَقُّصُ.... فَقَالَ عُمَرُ: أَتَعْرِفُ الْعَرَبُ ذٰلِكَ فِي أَشْعَارِهِمْ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ شَاعِرُنَا أَبُو كَبِيرٍ الْهُذَلِيُّ يَصِفُ نَاقَةً....

تَخَوَّفَ الرَّحْلُ مِنْهَا تَامِكاً قَرِدًا
كَمَا تَخَوَّفَ عُودَ النَّبْعَةِ السَّفَنُ

فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِدِيوَانِكُمْ شِعْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ فِيهِ تَفْسِيرَ كِتَابِكُمْ وَمَعَانِيَ كَلَامِكُمْ.

تفسیر القرطبی: سورۃ النحل تحت ھذہ الآیۃ

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے اس دوران آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَوۡ یَاۡخُذَهُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ﴾ کے بارے کیا جانتے ہیں؟ سامعین خاموش رہے۔ یہ سن کر قبیلہ بنو ھُذیل کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اے امیر المومنین یہ ہماری زبان ہے اور اس میں "تخوف" کمی اور نقصان کو کہتے ہیں...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اہل عرب نے اپنے اشعار میں اس لفظ کا یہ معنی مراد لیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ جی ہاں، ہمارے قبیلے کے شاعر ابو کبیر الھُذلی نے اپنی اونٹنی کی تعریف ان اشعار میں کی ہے: جس کا مفہوم یہ ہے۔

کجاوہ کی رسی اونٹنی کے کوہان کے بال کو کم کرتی رہتی ہے، جیسا کہ لوہا کشتی کی لکڑی کو کم کرتا رہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو فرمایا: اپنے دیوان کو مضبوطی سے تھامے رکھو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: دیوان سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے اشعار، اس میں قرآن کی تفسیر اور تمہاری زبان کے معانی موجود ہیں۔

ابنیت مسیح کی تردید:

اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ بغیر والد کے اپنی والدہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جبکہ عیسائیوں کا ایک طبقہ انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

امام معمر بن ابی عمرو راشد الازدی رحمہ اللہ (ت 153ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنۡ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ: إِنَّ عِيسَى لَا أَبَ لَهُ۔

الجامع لمعمر بن راشد، باب الاسماء والکنیٰ، رقم الحدیث: 19857

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے (پیدا ہوئے) تھے۔

عقیدہ ختم نبوت:

امام ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی رحمہ اللہ (ت 544ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي كَلَامٍ بَكَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ اللهِ أَنْ بَعَثَكَ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِم۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل السابع: ج 1 ص 45

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام اتنا بلند وبالا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے آخر میں بھیجا ہے مگر آپ کا ذکر خیر ان سب سے پہلے فرمایا ہے۔

مسئلہ عذاب قبر پر ایک مجوسی سے فیصلہ کن مناظرہ:

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) فرماتے ہیں:

مروی شدہ کہ مجوسی نزد خلیفہ ثانی آمد وھمراہ خود سہ کاسہ سر آورد و گفت پیغمبر شما گفتہ است کہ ہر کہ از دنیا بی ایمانی رود اورا بآتش می سوزند خلیفہ ثانی گفت بلی۔ مجوسی گفت اینک سر ھاء پدر و برادر و مادر من است دست خود را بر آن بنہ واثر سوزش ازان دریافت کن۔ خلیفہ ثانی برخاست وقطعہ آھن وسنگ نزد آن مجوسی

آورد و گفت کہ ای مجوسی دست برین ہر دو بگزار ھیچ اثر گرمی می یابی گفت نہ ہر دو سر داند باز گفت کہ این آھن را برین سنگ بزن ھمچنان کرد آتش بلند برآمد گفت این آتش از کجا برآمد مجوسی گفت کہ درین ہر دو آتش کامن بود بسبب سحق ظھور نمود گفت پس چرا انکار میکنی کہ شاید درین سرھا ھم آتش کامن باشد و دست ترا محسوس نمی شود مجوسی توبہ کرد و باسلام مشرف شد۔

تحفہ اثنا عشریہ ص 481،480 باب ہشتم عقیدہ سیوم

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجوسی ایک برتن میں تین سر لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا:

مجوسی: تمہارے نبی کا فرمان ہے کہ جو آدمی کفر کی حالت میں دنیا سے جائے گا اسے قبر میں آگ کا عذاب دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: جی بالکل ایسے ہی ہے۔

مجوسی: یہ ایک سر میرے باپ کا، ایک میرے بھائی کا اور ایک میری ماں کا ہے۔ آپ ان پر ہاتھ رکھیں، ان میں آپ کو آگ کا اثر محسوس نہیں ہو گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے، ایک پتھر اور لوہا اس مجوسی کے سامنے رکھا اور فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: اس پر ہاتھ رکھ کے بتاؤ کہ کیا یہ گرم ہے؟

مجوسی: نہیں۔ یہ دونوں تو ٹھنڈے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: اس لوہے کو پتھر پر مارو!

چنانچہ اس مجوسی نے ایسا ہی کیا تو پتھر سے آگ کی چنگاریاں نکلنے لگیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: بتاؤ! یہ چنگاریاں کہاں سے آئیں؟

مجوسی: اس پتھر میں آگ چھپی ہوئی تھی، جب اس پہ لوہا لگا ہے تو ظاہر ہو گئی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: تو ان سروں میں چھپی ہوئی آگ کا انکار کیوں کرتا ہے؟

یہ بات سن کر اس مجوسی نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

شبہات سے بچنے کا نسخہ فاروقی:

امام ابو عمر یوسف بن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَيَأْتِي قَوْمٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جامع بیان العلم وفضلہ، باب ذکر من ذم الاکثار من الحدیث، 1927

ترجمہ: حضرت بکیر بن اشج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کچھ عرصہ بعد ایک ایسی قوم بھی آنے والی ہے جو قرآنی شبہات (جو انہوں نے از خود پیدا کیے ہوں گے) کے ساتھ تم سے اصولی اور علمی بحث و مباحثہ کے بجائے جاہلانہ طرز اور بے اصولے پن سے جھگڑا کریں گے تو ایسے موقع پر تم سنتوں کے ذریعہ ان کی گرفت کرو۔ اس لیے کہ سنت کو جاننے اور ماننے والا ہی کتاب اللہ کی مراد کو صحیح سمجھنے کے لائق ہے۔

غیر مسلموں کے تہواروں سے بچنے کا حکم:

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (ت: 211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ، وَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ، فَإِنَّ

السَّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ

المصنف لعبد الرزاق، باب الصلاۃ فی البیعۃ، رقم الحدیث: 1609

ترجمہ: حضرت ابو عطاء بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عجمیوں کی زبان (جو غیر اسلامی تہذیب لائے) مت سیکھو اور مشرکوں کے معبد خانوں میں ان کے تہوار کے دن مت جاؤ، کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: عجمیوں کی زبان سیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ دین دشمنوں کی زبان۔ اور اس کی ممانعت بھی اس وقت ہے جب اس میں دین کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو اور اگر دینی یا دنیوی نفع مقصود ہو تو پھر جائز بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔

اتباع سنت اور حضرت عمر:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1597

ترجمہ: حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے؛ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

مسئلہ تقلید اور حضرت عمر:

پہلے چند باتیں سمجھ لیجیے:

[1]: تقلید کی تعریف

بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا۔

[2]: تقلید کی قسمیں

دو قسمیں ہیں:

۱: تقلید شخصی: مجتہدِ خاص کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا۔

۲: تقلیدِ مطلق: کسی مجتہد کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا۔

[3]: روایات میں تقلید شخصی کا بھی ثبوت ملتا ہے اور تقلیدِ مطلق کا بھی۔

خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے تقلید شخصی کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ رَبَاحٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْجَابِيَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْفَرَائِضِ فَلْيَأْتِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْفِقْهِ فَلْيَأْتِ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْأَلَ عَنِ الْمَالِ فَلْيَأْتِنِي فَإِنَّ اللهَ جَعَلَنِي خَازِنًا وَقَاسِمًا.

المصنف لابن ابی شیبۃ: باب ما قالوا فیمن یبدا بہ فی الاعطیۃ، رقم الحدیث: 33567

ترجمہ: حضرت رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پہ خطبہ دیتے ہوئے بعد حمد وثناء کے فرمایا: جو شخص قران کے

بارے کچھ معلوم کرنا چاہے تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ جس نے میراث کے مسائل معلوم کرنے ہوں تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جائے، جس نے کوئی فقہ کا مسئلہ پوچھنا ہو تو وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جس کا کوئی مالی مسئلہ ہو تو وہ میرے پاس آئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کا محافظ اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

مسئلہ توسل اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے کہ توسل سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے چاہے وہ انبیاء، صالحین اور اولیاء سے دعا کروا کر اور ان کی شفاعت سے حاصل کیا جائے اسی کو توسل بالدعا کہتے ہیں۔ یا ہر اس عمل سے کیا جائے جسے اللہ پسند فرماتا ہے جیسے اس کی عبادت کرنا مثلاً نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا وغیرہ اور انبیاء، رسل کی اطاعت کرنا اسی کو توسل بالاعمال کہتے ہیں۔ یا انبیاء و صالحین کی جاہ، حرمت، برکت اور ان کے (اللہ پر ہونے والے) حق (یا اس قسم کے دیگر الفاظ مثلاً بطفیل فلاں، بوسیلہ فلاں وغیرہ) سے حاصل کیا جائے چاہے اس دنیوی زندگی میں ہو یا وفات کے بعد والی زندگی میں اسی کو توسل بالذوات کہتے ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1010

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو

عمر بن خطاب، عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ہم تیرے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لے کر آیا کرتے تھے تو آپ ہمیں سیراب کرتے تھے، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (عباس رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ہمیں سیراب فرما۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیراب کئے جاتے (یعنی بارش ہو جاتی)۔

فائدہ:

توسل کی کئی اقسام ہیں:

1: توسل بالدعاء

2: توسل بالاعمال الصالحہ

3: توسل بالذات الاحیاء

4: توسل بالذات الاموات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں توسل بالذات کی دلیل ہے۔

فائدہ:

اس روایت پر اشکال جوابات اور توسل کے مزید دلائل کے لیے ہماری فائل "مسئلہ توسل" ملاحظہ فرمائیں۔

فجر کی سنتوں کی قضاء کا وقت اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا مذہب ہے کہ اگر کسی شخص کو اطمینان ہو کہ وہ فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت کی دوسری رکعت بلکہ تشہد میں مل جائے گا تو اسے چاہیے کہ کسی الگ جگہ مثلاً: مسجد سے باہر، مسجد کے صحن میں، کسی ستون وغیرہ کی اوٹ میں، جماعت کی جگہ سے ہٹ کر پہلے سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو۔

ہاں اگر یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھنے کی صورت میں جماعت فوت ہو جائے گی تو اب سنتیں نہ پڑھے بلکہ اب جماعت میں شریک ہو جائے۔ اگر کسی کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو وہ انہیں فرض کے بعد سورج نکلنے سے پہلے نہ پڑھے بلکہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

صحیح مسلم: ج1 ص275 باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنا، ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو مجھے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، میں نے ان سے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ : لاَ تَصْلُحُ الصَّلَاةُ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، قَالَ وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَضْرِبُ عَلٰى ذٰلِكَ.

المصنف لابن ابی شیبۃ: ج5 ص114 باب من قال لاصلاۃ بعد الفجر رقم الحدیث: 7409

ترجمہ: حضرت ابو عالیہ (رفیع بن مہران) فرماتے ہیں: عصر کے بعد سورج کے

غروب ہونے تک اور صبح کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک کوئی نماز درست نہیں۔ نیز فرماتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر سزا دیا کرتے تھے۔

مسئلہ ترک قراءۃ خلف الامام اور حضرت عمر:

اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا مذہب ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے چاہے سری نماز ہو یا جہری۔ اس پر بہت سارے دلائل موجود ہیں انہی میں سے ایک دلیل خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنے سے روکتے تھے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام الصنعانی رحمہ اللہ (ت: 211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ۔

المصنف عبد الرزاق ج2 ص90، 91، باب القراءۃ خلف الامام، رقم الحدیث: 2813

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرماتے تھے۔

امام ابو محمد بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد العینی رحمہ اللہ (ت 855ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ عَشَرَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ أَشَدَّ النَّهْيِ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

عمدۃ القاری للعینی ج4 ص449 باب وجوب القراءۃ للامام والماموم

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دس جلیل القدر صحابہ امام کے پیچھے قراءۃ کرنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔

مسئلہ آمین بالسر اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا مذہب ہے کہ نماز میں سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ اس پر بہت سارے دلائل موجود ہیں انہی میں سے ایک دلیل خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ آمین آہستہ کہتے تھے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک الازدی المعروف امام الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِ { بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ } وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِينِ.

سنن الطحاوی ج1 ص150 باب قراءۃ بسم اللہ فی الصلاۃ

ترجمہ: حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما (نماز میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے پہلے) بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی (سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر) بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔

مسئلہ ترک رفع الیدین اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا مذہب ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرنا۔ اس پر بہت سارے دلائل موجود ہیں انہی میں ایک دلیل خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ہے آپ نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک الازدی المعروف امام الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

شرح معانی الآثار للطحاوی: ج 1 ص 164 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود

ترجمہ: حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، پھر (پوری نماز میں) نہیں کرتے تھے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ.

السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 79 رقم الحدیث 2636

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھی، انہوں نے پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع

یدین کیا۔

مسئلہ بیس (20) تراویح اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح ادا کی جاتی تھی اور اس کی ابتداء بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ عمومی حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ خمسہ کے علاوہ تہجد کی نماز کی بھی پابندی فرماتے تھے جب رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دس سلام کے ساتھ بیس رکعات پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتیں جماعت کے ساتھ 20 رکعات تراویح پڑھائی پھر اس خدشے سے چھوڑ دی کہ کہیں میری امت پر فرض نہ ہو جائے صحابہ کرام سے فرمایا کہ خود ادا کرلو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت تراویح کے معمول کو جاری رکھتے ہوئے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قاری مقرر کیا تاکہ لوگوں کو باجماعت بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چونکہ فرضیت والا خدشہ باقی نہ رہا کیونکہ اس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک تھا۔ اس لیے اب سنت موکدہ ہے فرض نہیں ہے۔ اس پر جہاں اور کئی دلائل موجود ہیں وہاں پر خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی بطور دلیل موجود ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 2010

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ رمضان کی) رات کو میں حضرت عمر فاروق کے ساتھ مسجد میں گیا وہاں ہم نے دیکھا کہ لوگ متفرق اور بکھرے ہوئے تھے (یعنی کوئی تو عشاء کی نماز کے بعد نفل نماز تنہا پڑھ رہا تھا اور کوئی اس طرح پڑھ رہا تھا کہ چند آدمی اور بھی اس کے ساتھ تھے (گویا کچھ لوگ تو الگ الگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہتر ہو گا چنانچہ اس کا ارادہ کر لیا اور سب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا (یعنی انہیں نماز تراویح کے لئے لوگوں کا امام مقرر کر دیا)

امام احمد بن ابی بکر البوصیری رحمہ اللہ (ت 840ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَأُ وْا فَلَوْقَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْعَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات میں) قرأت (قرآن کی) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے امیر المومنین! یہ

تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔" تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

مسئلہ قضاء صلوٰۃ اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے کہ قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی لازم ہے نہ توبہ سے معاف ہوں گی اور نہ رمضان المبارک کے آخری جمعۃ المبارک کو چار رکعات کی مخصوص نماز کو ادا کر لینے سے ساری نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ اس پر جہاں کئی دلائل موجود ہیں وہاں پر خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی بطور دلیل موجود ہے۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

صحیح البخاری: رقم الحدیث 596

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے موقعہ پر ایک دن کفار کو برا بھلا کہنے لگا۔ فرمایا یا رسول اللہ سورج غروب ہو گیا لیکن میں لڑائی (میں مشغولیت کی وجہ سے) نماز عصر نہ پڑھ سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عصر کی نماز تو میری بھی فوت ہو گئی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے اور ہم سب نے نماز کے لیے وضو کیا اور (عصر کی نماز) غروب شمس کے بعد قضاء کی اس کے بعد مغرب پڑھی۔

نوٹ: یہی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے بَابُ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ الْاُوْلٰی فَالْاُوْلٰی کے تحت ذکر کی ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک عنوان قائم کیا ہے: بَابُ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَہٗ اس کے تحت بھی یہ حدیث ذکر کی ہے۔

مسئلہ تکبیرات جنازہ اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا مذہب ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں۔ اس پر جہاں کئی دلائل موجود ہیں وہاں پر خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی بطور دلیل موجود ہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک الازدی المعروف امام طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ لَا تَشَاءُ أَنْ تَسْمَعَ رَجُلًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ سَبْعًا وَاٰخَرُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ خَمْسًا وَاٰخَرُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا اِلَّا سَمِعْتُهُ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَكَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى قُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَأَى اخْتِلَافَ النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ جِدًّا فَأَرْسَلَ اِلٰى رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَعَاشِرُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى تَخْتَلِفُوْنَ عَلَى النَّاسِ يَخْتَلِفُوْنَ مَنْ بَعْدَكُمْ وَمَتٰى تَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى أَمْرٍ يَجْتَمِعُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَانْظُرُوْا أَمْرًا تَجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ فَكَأَنَّمَا أَيْقَظَهُمْ فَقَالُوْا نِعْمَ مَا رَأَيْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَأَشِرْ عَلَيْنَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلْ أَشِيْرُوْا أَنْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فَتَرَاجَعُوا الْأَمْرَ بَيْنَهُمْ فَأَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ عَلٰى أَنْ

يَجْعَلُوا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيْرِ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَأَجْمَعَ أَمْرُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

شرح معانی الآثار: ج1 ص288 باب التکبیر علی الجنائز کم ہو

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جنازہ کی تکبیروں کے متعلق لوگ مختلف رائے رکھتے تھے۔ کوئی کہتا کہ میں؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سات تکبیریں سنیں، کوئی کہتا کہ میں نے پانچ سنیں اور کوئی کہتا کہ میں نے چار تکبیریں سنی۔ چنانچہ یہی صورت حال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک رہی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور لوگوں کا اس قدر اختلاف دیکھا تو آپ پر بہت گراں گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: اے صحابہ کرام کی جماعت جب تم کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف کروگے تو تم سے بعد والے بھی اختلاف کریں گے اور اگر تم کسی بات پر جمع ہو جاؤ گے تو بعد والے بھی جمع ہو جائیں گے، گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو بیدار کر دیا۔ تو سب لوگوں نے کہا جی ہاں امیر المومنین آپ جس چیز کا اشارہ فرمائیں گے ہم سب اس کو اختیار کریں گے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں مجھے تم مشورہ دو اور ایک بات پر جمع ہو جاؤ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا کہ جنازہ کی تکبیریں چار ہوں گی جیسے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیریں ہیں۔

فائدہ: جیسے عیدین کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں: پہلی رکعت میں ایک افتتاح نماز کی اور تین زائد تکبیریں جو ثناء کے بعد ہوتی ہیں۔ جبکہ دوسری رکعت میں تین رکوع سے پہلی کی زائد تکبیریں اور ایک تکبیر رکوع کی۔ اس کا یہی مفہوم درست ہے۔

مسئلہ تین طلاق اور حضرت عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں یا ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تین شمار ہوتی ہیں، بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے بغیر حلالہ شرعی کے شوہر اول کے لیے حلال نہیں ہوتی۔ تین طلاقیں اکٹھی دینا اگرچہ ممنوع اور باعث گناہ ہے لیکن تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس پر جہاں کئی دلائل موجود ہیں وہاں پر خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی بطور دلیل موجود ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ أَوْجَعَهُ ضَرْبًا وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

المصنف لابن ابی شیبہ: ج9ص519، رقم الحدیث:18089

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی ایسا آدمی لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوتیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو سزا دیتے اور ان میاں بیوی کے درمیان جدائی کر دیتے تھے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ : أَنَّ بَطَّالًا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَطَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنَّمَا كُنْتُ أَلْعَبُ فَعَلَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالدِّرَّةِ وَقَالَ : إِنْ كَانَ لَيَكْفِيكَ ثَلَاثٌ.

السنن الکبریٰ للبیہقی: ج7ص334رقم الحدیث15352

ترجمہ: زید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دی۔ اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ (آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا) تو اس نے جواب دیا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درہ سے اس کو سزا دی اور فرمایا: تمہیں تین ہی کافی ہیں۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فَأَوْقَعَ كُلًّا فِيْ وَقْتِ الطَّلَاقِ لَزِمَهُ مِنْ ذٰلِكَ.... فَخَاطَبَ عُمَرُ بِذٰلِكَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَفِيْهِمْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الَّذِيْنَ قَدْ عَلِمُوْا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ وَلَمْ يَدْفَعْهُ دَافِعٌ.

سنن الطحاوی ج2 ص34 باب الرجل یطلق امرأتہ ثلاثاً معا

ترجمہ: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور طلاق دیتے وقت تینوں کو نافذ بھی کر دیا (یعنی ایک مجلس میں دیں) تو یہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں (دلیل اس کی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو اس چیز کے متعلق خطاب فرمایا (کہ تین طلاقیں تین ہیں) اور ان مخاطبین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے جو حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں اس معاملہ سے بخوبی واقف تھے لیکن کسی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اسے رد کیا۔

حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَالرَّاجِحُ فِي الْمَوْضِعَيْنِ تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ وَإِيقَاعُ الثَّلَاثِ لِلْإِجْمَاعِ الَّذِي انْعَقَدَ فِي عَهْدِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا يُحْفَظُ أَنَّ أَحَدًا فِي عَهْدِ عُمَرَ خَالَفَهُ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا... فَالْمُخَالِفُ بَعْدَ هٰذَا الْإِجْمَاعِ مُنَابِذٌ لَهُ وَالْجُمْهُورُ عَلٰى عَدَمِ

اعْتِبَارِ مَنْ أَحْدَثَ الِاخْتِلَافَ بَعْدَ الِاتِّفَاقِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9ص453 باب من جوز طلاق الثلاث

ترجمہ: ان دونوں مقامات (متعہ اور تین طلاق) میں راجح بات یہی ہے کہ متعہ حرام ہے اور تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس کی دلیل وہ اجماع ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں منعقد ہوا۔ یہ بات کسی معتبر و محفوظ طریقے سے منقول نہیں کہ کسی نے ان مسائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہو۔ اس لیے اس اجماع کے منعقد ہونے کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اس اجماع کو توڑنے والا سمجھا جائے گا اور جمہور حضرات نے نزدیک اس شخص کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں جو اتفاق ہو جانے کے بعد اختلاف کی باتیں کرتا پھرے۔

مطلقہ ثلاثہ کی دوران عدت رہائش اور خرچ کا مسئلہ:

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ بِحَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً ثُمَّ أَخَذَ الْأَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهِ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هَذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْ نَسِيَتْ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ}

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 3710

ترجمہ: امام ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ (کوفہ

کی) بڑی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، امام شعبی بھی ہمارے ساتھ تھے، امام شعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رہائش اور خرچ لینے کا حق نہیں دیا۔ پھر حضرت اسود بن یزید نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں دے ماریں اور کہا: تمہارا بھلا ہو! تم اس طرح کی حدیث بیان کر رہے (حالانکہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک عورت کے قول کی وجہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتے، ہمیں کیا معلوم کہ اس نے اس مسئلے کو یاد رکھا ہے یا بھول گئی، لہذا اس عورت کے لیے رہائش اور خرچ لینے کا حق ہو گا۔ (پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت کی) اللہ عزوجل نے فرماتے ہیں: تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں، مگر یہ کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

فائدہ: خواتین میں چونکہ نسیان کا عنصر زیادہ ہوتا ہے اور دوسری طرف قرآن کریم کی واضح آیت موجود ہے۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس معاملے کو اس خاتون کے نسیان پر محمول کر کے آیت قرآنی سے اجتہاد فرما کر یہ فیصلہ فرمایا کہ ایسی عورت کے لیے رہائش اور خرچ لینے کا حق ہو گا۔

تعلیماتِ عمر رضی اللہ عنہ

مرکز علم کوفہ کی آبادکاری:

کوفہ شہر کی بنیاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے سن 17 ہجری میں رکھی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی بڑی تعداد، مختلف اقوام اور اہلِ فن و حرفت سے اس شہر کو بسایا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس شہر کی طرف معلم بنا کر بھیجا۔

علامہ زاہد بن الحسن الکوثری رحمہ اللہ (ت 1371ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمَّا وَلِيَ الْفَارُوْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَافْتُتِحَ الْعِرَاقُ فِيْ عَهْدِهٖ بِيَدِ سَعْدِ ابْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْكُوْفَةِ، فَبُنِيَتْ سَنَةَ 17 ھ، وَأَسْكَنَ حَوْلَهَا الْفُصَحَ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَبَعَثَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَبْدَ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى الْكُوْفَةِ لِيُعَلِّمَ أَهْلَهَا الْقُرْآنَ، وَيُفَقِّهُهُمْ فِي الدِّيْنِ، قَائِلًا لَهُمْ: وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللهِ عَلٰى نَفْسِيْ.

فقہ اہل العراق وحدیثہم للکوثری: ص40

ترجمہ: حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے اور آپ کے دورِ خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عراق کو فتح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر "کوفہ" کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ سن 17ھ میں کوفہ تعمیر کیا گیا۔ کوفہ کے اطراف میں فصحائے عرب آباد کیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کو قرآن پاک سکھانے اور مسائل دینیہ کی تعلیم دینے کے لیے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا۔ آپ نے اہلِ کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا: میں تمہاری ضرورت کو مقدم سمجھتے ہوئے ان کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔

خوف خداوندی کی تعلیم:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

رُوِیَ أَنَّ الْمَدِینَةَ زُلْزِلَتْ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرَّاتٍ فَقَالَ عُمَرُ: أَحْدَثْتُمْ وَاللهِ لَئِنْ عَادَتْ لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ۔

تفسیر ابن کثیر تحت آیت ھذہ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ طیبہ میں زلزلے کے کئی جھٹکے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو تمہاری بد عملیوں کی وجہ سے زلزلہ آیا ہے قسم بخدا! اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔

سنت نبویہ کی تعلیم:

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ..... ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ وَإِنِّي إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوا عَلَيْهِمْ وَلِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحیح مسلم، حدیث نمبر:1258

ترجمہ: حضرت معدان بن طلحہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن اپنے خطبہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا...... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! آپ اس پر گواہ رہنا کہ جن کو میں نے علاقوں کا گورنر بنایا ہے اُنہیں میں نے اسی

لئے بھیجا ہے کہ وہ وہاں کے لوگوں کے لیے انصاف مہیا کریں، ان لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں اور ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں۔

نمازوں کی نگرانی اور فرائض کی پابندی کی تعلیم:

امام مالک بن انس رحمہ اللہ (ت 179ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَأَنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى السُّوقِ وَكَانَ مَنْزِلُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ، فَمَرَّ عُمَرُ عَلَى أُمِّ سُلَيْمَانَ الشِّفَاءِ، فَقَالَ: لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ، فَقَالَتْ: بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ. فَقَالَ عُمَرُ: لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً

موطا امام مالک، باب فضل صلاۃ الفجر فی الجماعۃ، رقم الحدیث: 243

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی جماعت میں سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کو شریک نہ پایا، صبح جب آپ کسی کام کی وجہ سے بازار کی طرف نکلے، اور سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان میں پڑتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کی والدہ سے اس بارے دریافت کیا کہ سلیمان فجر کی نماز میں جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوا تو ان کی والدہ نے کہا: رات بھر وہ (نفلی) نماز پڑھتا رہا ہے فجر کی نماز کے وقت اس پر نیند غالب آگئی اس لیے جماعت میں شریک نہیں ہو سکا، ان کی والدہ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (آپ کے بیٹے کا یہ طریقہ سراسر غلط ہے) میرے نزدیک رات بھر کی نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے بہتر ہے کہ وہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرے۔

محافظتِ حج کی تعلیم:

امام ابو نعیم رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ أَطَاقَ الْحَجَّ وَلَمْ يَحُجَّ حَتّٰى مَاتَ فَأَقْسِمُوا عَلَيْهِ أَنَّهُ مَاتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا۔

حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، روایۃ محمد بن اسلم، ج9 ص252

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص حج کرنے کی قدرت اور طاقت رکھے اس کے باوجود بھی حج نہ کرے تو اس کے لیے یہ بات برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حرمت مکہ کی تعلیم:

امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ (ت 795ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَأَنْ أُخْطِئَ سَبْعِينَ خَطِيئَةً- يَعْنِي بِغَيْرِ مَكَّةَ- أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُخْطِئَ خَطِيئَةً وَاحِدَةً بِمَكَّةَ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں کیا جانے والا ایک گناہ عام جگہوں میں کیے جانے والے ستر گناہوں سے زیادہ سخت ہے۔

حصول تقویٰ کی تعلیم:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَهُ وَلٰكِنَّهُ مِنَ الْكَذِبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 8975

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزہ کا مقصد محض کھانے پینے کو چھوڑنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد تقویٰ کو حاصل کر کے نصیب ہوتا ہے جس میں جھوٹ، ناحق بات اور فضول گوئی کو چھوڑنا بنیادی طور پر شامل ہے۔

تواضع کی تعلیم:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ۔

شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث 7790

ترجمہ: حضرت عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: لوگو! تواضع و انکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے کہ جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے تواضع و انکساری اختیار کرے گا اللہ رب العزت اس شخص کو بلندیاں عطا فرمائیں گے وہ خود کو بے حیثیت سمجھتا ہو گا جبکہ لوگوں کی نظروں میں اس کی بڑی عظمت اور حیثیت ہو گی۔ اور جو شخص تکبر اختیار کرے گا اللہ رب العزت ایسے شخص کو لوگوں کی نظروں میں حقیر و بے حیثیت بنادیں گے جبکہ وہ خود کو بہت بڑا سمجھتا رہے گا ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں کتے اور خنزیر سے زیادہ بے حیثیت ہو کر

رہ جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے توکل کا معنیٰ:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید البغدادی المعروف بابن ابی الدنیا رحمہ اللہ (ت 281ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَقِيَ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ. قَالَ: بَلْ أَنْتُمُ الْمُتَّكِلُونَ إِنَّمَا الْمُتَوَكِّلُ الَّذِي يُلْقِي حَبَّهُ فِي الْأَرْضِ وَيَتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ۔

کتاب التوکل علی اللہ لابن ابی الدنیا: رقم الحدیث: 10

ترجمہ: حضرت معاویہ بن قُرۃ رحمہ اللہ سے مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند یمنی لوگوں سے ملاقات فرمائی، آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اللہ کی ذات پر توکل کرنے والے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں تم توکل کرنے والے نہیں بلکہ دوسروں کے مال پر بھروسہ کرنے والے ہو جو خود اسباب اختیار نہیں کرتے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقیقت میں توکل کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اسباب اختیار کرتے ہوئے زمین میں بیج بوتا ہے اور پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس سے پیداوار کی امید رکھتا ہے۔

متعدی امراض اور سماجی فاصلے کی تعلیم:

امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلْمُعَيْقِيبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اِجْلِسْ مِنِّي قَيْدَ رُمْحٍ قَالَ: وَكَانَ بِهِ ذَاكَ الدَّاءِ وَكَانَ بَدْرِيًّا۔

تہذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث:1332

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے معیقیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ سے ایک کمان کے برابر دور بیٹھو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کو یہ فرمانا اس لیے تھا کہ انہیں اس وقت کو کوئی متعدی مرض تھا۔ ورنہ تو وہ بدری صحابی تھے۔

فائدہ: ایک کمان کی مقدار تقریباً ایک میٹر کے قریب فاصلہ بنتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں متعدی بیماریوں کی وجہ سے سماجی فاصلے کا اعتبار کیا گیا ہے۔

طریقہ دعا کی تعلیم:

امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔

مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 1967

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے تو نیچے کرنے سے پہلے انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خاندان نبوت رضی اللہ عنہم

ازواج مطہرات سے عقیدت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُرْسِلُ إِلَيْنَا بِأَحْظَائِنَا حَتّٰى مِنَ الرُّؤُوسِ وَالْأَكَارِعِ".

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص230 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی جانور ذبح کرتے تو اس میں سے ہمارا حصہ بھیجتے یہاں تک کہ سر اور پائے میں سے بھی ہمیں حصہ دیتے تھے۔

امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَأَبِي حَارِثَةَ وَالرَّبِيعِ بِأَسْنَادِهِمْ قَالُوا: حَجَّ عُمَرُ بِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَعَهُنَّ أَوْلِيَاؤُهُنَّ [مِمَّنْ] لَا تَحْتَجِبْنَ مِنْهُ، وَجَعَلَ فِي مُقَدَّمِ قِطَارِهِنَّ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَفِي مُؤَخِّرِهٖ: عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ.

المنتظم فی تاریخ الامم والملوک لابن جوزی: ج4 ص327 تحت فتح اصطخر

ترجمہ: حضرت ابو عثمان، ابو حارثہ اور ربیع رحمہم اللہ سے بسند مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت کے آخری سال سن 23ھ میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ان کے وہ محرم لوگ بھی موجود تھے جن سے ان کے پردے کا مسئلہ نہیں تھا۔ (ازواج مطہرات اونٹوں پر سوار تھیں اور اس) قطار کے آگے آگے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اور آخر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ! وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكِ وَاللهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيْكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ.

المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص139 رقم الحدیث 4789

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اے نبی کی لخت جگر! اللہ کی قسم میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب نہیں دیکھا۔ واللہ بخدا! آپ کے والد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں مجھے آپ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

امام ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَنْ يَّأْتِيَهُ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَأَتَاهُ حُسَيْنٌ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ حُسَيْنٌ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ قَالَ قَدِ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعَ حُسَيْنٌ فَلَقِيَهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ مَا

مَنَعَكَ يَا حُسَيْنُ أَنْ تَأْتِيَنِيْ قَالَ قَدْ أَتَيْتُكَ وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ عَلَيْكَ فَرَجَعْتُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَأَنْتَ عِنْدِيْ مِثْلَهُ أَنْتَ عِنْدِيْ مِثْلَهُ وَهَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَى الرَّأْسِ غَيْرُكُمْ.

تاریخ دِمشق: ج14 ص175 ترجمۃ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے سلسلے میں اپنے پاس بلایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے اِن کے پاس تشریف لائے تو وہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا تھا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مصروف ہیں) اس لیے مجھے ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ (ملاقات کیے بغیر ہی) واپس تشریف لے گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین! کیا بات ہے آپ ہمارے ہاں تشریف کیوں نہیں لائے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں آپ سے ملنے آپ کے ہاں گیا تھا لیکن (وہاں جاکر معلوم ہوا کہ آپ مصروف تھے اور) آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ نے بتایا کہ (انہوں نے بھی آپ سے ملنا تھا لیکن) ان کو بھی اجازت نہیں ملی اس لیے میں واپس آگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ تو میرے بیٹے کی طرح ہیں، آپ تو میرے بیٹے کی طرح ہیں، (یعنی میرے بیٹے عبد اللہ کی حیثیت آپ کے مقام ومرتبہ سے زیادہ نہیں ہے۔ جب آپ تشریف لائے تھے تو مجھے اطلاع بھیج

دیتے، میں اپنا کام موخر کر لیتا اور آپ سے ملاقات کرتا۔ اس لیے کہ) ہمیں جو عزت ملی ہے وہ آپ ہی کی وجہ سے ملی ہے۔

فائدہ: "وَهَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَى الرَّأْسِ غَيْرُكُمْ" کا جملہ ایک محاورہ ہے۔ لفظی معنی تو یہ ہے کہ "ہمارے سروں پر بال آپ ہی نے اگائے ہیں" لیکن یہاں محاورہ مراد ہے۔ چونکہ بال عام طور پر عزت و توقیر کی علامت ہوتے ہیں اس لیے اس محاورہ کا معنی ہو گا کہ "ہمیں جو عزت ملی ہے وہ آپ ہی کی وجہ سے ملی ہے۔"

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو یمنی لباس کا ہدیہ:

باہمی محبت اور اس میں اضافے کے لیے اسلامی معاشرت نے بنیادی طور پر یہ سبق دیا ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَسَا أَبْنَاءَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ مَا يَصْلُحُ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ فَأُتِيَ بِكِسْوَةٍ لَهُمَا فَقَالَ: اَلْآنَ طَابَتْ نَفْسِي.

سیر اعلام النبلاء للذہبی، الحسین الشہید

ترجمہ: امام زُہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولادوں کو (مال غنیمت میں سے) لباس دیے ان میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے شایان شان کوئی لباس نہیں تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یمن کے علاقے کی طرف آدمی روانہ کر کے والی یمن کو حکم بھیجا کہ دونوں شہزادوں (حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) کے لیے خصوصی قیمتی اور خوبصورت لباس تیار کر کے بھیجا جائے۔ جب یہ لباس وہاں سے تیار ہو کر آیا

اور ان دونوں شہزادوں نے پہنا تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر فرمایا: اب مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اصحابِ بدر کے برابر وظیفہ دینا:

عہد فاروقی میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے قرابت نبوت کی وجہ سے جو وظیفہ مقرر کیا گیا وہ بدریوں کے وظائف کے برابر تھا۔ اہل انصاف اسے باہمی پیار و محبت سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا دَوَّنَ الدِّيْوَانَ أَلْحَقَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بِفَرِيْضَةِ أَبِيْهِمَا لِقَرَابَتِهِمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ لِكُلٍّ مِنْهُمَا خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج4 ص133 ترجمۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: موسیٰ بن محمد تیمی اپنے والد محمد تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مالی امداد کی سرکاری فہرستیں بنوائیں تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے ان کے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے برابر وظیفہ مقرر کیا۔ اس لیے کہ یہ دونوں شہزادے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے لیے (بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافق) پانچ پانچ ہزار دراہم مقرر کیے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عزت و توقیر:

امام ابو عروہ معمر بن راشد الازدی رحمہ اللہ (ت 153ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: لَمَّا أُتِيَ عُمَرُ بِكُنُوزِ كِسْرَى. ثُمَّ قَالَ: أَنَكِيلُ لَهُمْ بِالصَّاعِ أَمْ نَحْثُو؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: بَلِ احْثُوا لَهُمْ ثُمَّ دَعَا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَوَّلَ النَّاسِ فَحَثَا لَهُ ثُمَّ دَعَا حُسَيْنًا ثُمَّ أَعْطَى النَّاسَ۔

الجامع لمعمر بن راشد الازدی

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ طیبہ میں شاہ ایران کے خزانے (بطور مال غنیمت) پیش کیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ یعنی کسی پیمانے سے ماپ کر یا ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اندازہ کر کے تقسیم کیا جائے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاتھوں کی ہتھیلی سے دینا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اسی طرح دیا اور اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر اسی طرح سے عنایت فرمایا اور اس کے بعد لوگوں کو بلا بلا کر دینا شروع کیا۔

مذکورہ واقعات ان کے باہمی پیار و محبت کی ہلکی سی جھلک کے طور پر پیش کیے گئے ہیں ورنہ تاریخ کا ایک ایک ورق ان کے حق میں گواہی دیتا ہے کہ صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہمیشہ اخوت کا رشتہ رہا، اعتماد کا تعلق رہا، حسن سلوک کا معاملہ رہا، عزت وتکریم کا برتاؤ رہا اور انہوں نے پوری امت مسلمہ کو عملی طور پر اسی محبت اور اعتماد کا درس دیا۔

سفر آخرت

شوقِ آخرت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کو پھیلایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کو پھلتا پھولتا ہوا دیکھ کر بہت مطمئن تھے اور اب دل میں ایک ہی خواہش باقی تھی خداوند تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔

امام مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی رحمہ اللہ (ت 179ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى، أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ. ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ. ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى. ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي. وَضَعُفَتْ قُوَّتِي. وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي. فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلاَ مُفَرِّطٍ.

موطا الامام مالک: رقم الحدیث 3044

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سن 23 ہجری ایام حج میں) منیٰ سے روانہ ہوئے مقام ابطح میں اپنے اونٹ کو بٹھایا اور کنکریوں کو جمع کر کے آرام کی جگہ بنائی اور اس پر اپنی چادر کا کنارہ بچھا کر لیٹ گئے۔ آسمان کی طرف دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنے لگے: اے اللہ! میں (اب) بوڑھا ہو چکا ہوں ،(اسی وجہ سے) میری (جسمانی) قوت (اب) کمزور ہو چکی، میری رعایا(پر امن اور خوشحال ہو کر) روئے زمین پر پھیل چکی ہے۔(میں اپنے تمام مقاصد میں بحمد اللہ کامیاب ہوں اب) مجھے اس حال میں اٹھا لے کہ میرا دامن عجز و ملامت سے پاک ہو۔ اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔

مدینہ میں شہادت کی تمنا:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ قَتْلًا فِي سَبِيلِكَ، وَوَفَاةً فِي بَلَدِ نَبِيِّكَ» قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ هَذَا؟ قَالَ: يَأْتِي بِهِ اللهُ إِذَا شَاءَ

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 2795

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! میری روح اس حالت میں پرواز کرے کہ میں آپ کے راستے میں ہوں اور آپ کے نبی کے شہر میں ہوں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ دعا کیسے پوری ہو سکتی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: جب اللہ چاہے گا تو (شہادت کو میرے تک مدینے میں) لے آئے گا۔

فائدہ: سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ تعجب تھا کہ بظاہر یہ دونوں تمنا اکٹھی پوری نہیں ہو سکتی تھیں کیونکہ ایک طرف مدینہ میں کسی حملے کا کوئی خطرہ موجود نہیں۔ دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ ریاستی ذمہ داریوں کی وجہ سے باہر کسی جنگی محاذ پر بھی نہیں جا سکتے تھے۔ اور اگر کسی محاذ پر شہید ہو بھی جاتے تو مدینہ میں شہادت کی تمنا پوری نہ ہو پاتی لیکن اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کو اس طرح پورا فرمایا کہ شہادت خود آپ کے پاس مدینہ میں چل کر آئی۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خواب میں وفاتِ عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ:

امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: " رَأَيْتُ كَأَنِّي أَخَذْتُ جَوَادًا كَثِيرَةً فَجَعَلَتْ تَضْمَحِلُّ حَتَّى بَقِيَتْ جَادَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَسَلَكْتُهَا حَتَّى انْتَهَتْ إِلَى جَبَلٍ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَهُ، وَإِلَى جَنْبِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ} مَاتَ وَاللهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْتُ: أَلَا تَكْتُبُ بِهَذَا إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَنْعَى لَهُ نَفْسَهُ۔

تاریخ المدینۃ لابن شبہ، مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں خواب میں دیکھا کہ میں عمدہ نسل کے بہت سارے گھوڑوں کو لیے ہوئے ہوں۔ لیکن ایک کے بعد ایک سب کمزور اور سست ہوتے چلے گئے، صرف ایک گھوڑا اپنی حالت پر باقی رہا۔ میں اسے لے کر ایک پہاڑ کے قریب آیا جس پر کھڑا ہونا ممکن نہیں تھا میں نے دیکھا کہ وہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کر کے عمر کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔(جب یہاں تک خواب سنایا تو اس کے بعد فرمایا) انا للہ وانا الیہ راجعون۔(اس خواب کی جو تعبیر میں سمجھ رہا ہوں اس کے مطابق) قسم بخدا امیر المومنین کی وفات یقینی ہے۔

راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس خواب کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام لکھ کر ان کے پاس بھیج کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا: میں ان کو ان کی موت کی خبر نہیں دینا چاہتا۔

قاتلانہ حملہ اور ادائیگی قرض کی تلقین:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیسے ہوا؟ اس بارے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ، وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوا حَتّٰى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ، أَوِ النَّحْلِ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَتَلَنِي، أَوْ أَكَلَنِي - الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلٰى أَحَدٍ يَمِينًا، وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرٰى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا، فَقَالَ: كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلٰى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَقَائِلٌ يَقُولُ: لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ

بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! بِبُشْرَى اللهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ، وَلَا لِي فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَنْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ، يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ! انْظُرْ مَا ذَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا ، أَوْ نَحْوَهُ قَالَ: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هٰذَا الْمَالَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

ترجمہ: جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے میں فجر کی نماز میں صف بندی کیے موجود تھا۔ میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے کہ صفیں سیدھی کر لو۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتیں تو آپ آگے تشریف لے جاتے اور تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرتے۔ عام معمول یہ تھا کہ (فجر کی) نماز میں سورۃ یوسف، سورۃ النحل یا ان سے ملتی جلتی لمبی سورت پہلی رکعت میں تلاوت کرتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز کی پہلی رکعت پا لیں۔ (حسب معمول) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع ہی کی تھی کہ میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: کتے نے مار ڈالا یا یوں فرمایا کہ کتے نے مجھے کھا لیا۔ یہ (ابو لولو فیروز مجوسی قاتل) دو دھاری خنجر لے کر پل پڑا، دائیں بائیں جو بھی اسی ملا یہ اس پر حملہ آور ہوتا یہاں تک کہ

تیرہ نمازیوں کو اس نے زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے۔

یہ حال دیکھ کر مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس پر اپنا جبہ ڈال کر قابو پا لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں پکڑا گیا ہوں تو اس نے اپنے آپ کو خنجر مار کر خود کشی کر لی۔ دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا تاکہ وہ نماز مکمل کرائیں۔ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے وہ سب یہ سارا معاملہ دیکھ رہے تھے اور دور والے مقتدیوں کو یہ خبر ہی نہیں ہوئی۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت نہ سنی تو (امام کو یاد دلانے کے لیے) سبحان اللہ کہنے لگے۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جلدی سے ہلکی پھلکی نماز مکمل کرائی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ دیکھو! میرا قاتل کون ہے؟ کچھ دیر تک وہ تحقیق کرتے رہے، پھر آئے اور عرض کی: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہی کاریگر؟ جواب دیا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے ہلاک کرے میں نے اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا تھا۔ بہر حال! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے قتل ہونے سے بچالیا جو خود کو مسلمان کہتا ہو۔

اے ابن عباس! آپ اور آپ کے والد یہ چاہتے تھے یہ مجوسی عجمی کافر مدینہ میں خوب آباد ہوں۔ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بہت زیادہ غلام تھے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کی: اگر آپ حکم فرمائیں تو ان سب عجمی کافروں کو قتل کرا دوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ غلطی کیوں کرتے ہو؟ جب وہ تمہاری عربی زبان بولنے لگے ہیں، تمہارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے لگے ہیں اور

تمہاری ہی طرح حج کرنے لگے ہیں تو پھر کیوں آپ انہیں کیسے قتل کر سکتے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا، ہم بھی ان کے ساتھ ہی آ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مسلمانوں پر اس سے پہلے کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی۔

کوئی کہتا تھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کوئی کہتا تھا کہ مجھ کو تو ڈر ہے کہ (عمر نہیں بچ پائیں گے)۔ اس کے بعد آپ کو کھجور کا شربت پلایا گیا، آپ نے نوش جاں کیا تو وہ (زخموں کی وجہ سے) پیٹ کے راستے باہر نکل آیا، پھر دودھ لایا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی نوش کیا لیکن وہ بھی زخم والی جگہ سے باہر نکل آیا۔ اس سے لوگوں کو یقین ہونے لگا کہ اب آپ کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ راوی عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے پاس گئے اور لوگ بھی آئے، سب آپ کی تعریف وتوصیف کر رہے تھے۔

آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا: عبداللہ! دیکھو کہ مجھ پر کتنا قرض ہے؟ حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار دراہم کے لگ بھگ قرض نکلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میری اولاد کا مال اس قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہے تو ان کے مال سے یہ قرض ادا کر دینا ورنہ میری قوم بنی عدی بن کعب سے اس کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا۔ اگر ان سے یہ قرض ادا نہ ہو سکے تو قریش کے لوگوں سے مانگنا۔ بس قریش کے سوا باقی لوگوں سے نہ مانگنا۔ اسی طرح میرا قرضہ ادا کر دینا۔

اپنے بعد خلیفہ کی نامزدگی کا معاملہ:

زخمی حالت میں ادائیگی قرض کے بعد خلیفہ بنانے کی فکر لاحق ہوئی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 7218

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر (زخمی ہوئے تو ان) سے کہا گیا کہ آپ کسی کو اپنے بعد خلیفہ نامزد فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: اگر نامزد کروں تب بھی درست ہے کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو مجھ سے بہتر تھے وہ خلیفہ نامزد کر گئے تھے اور اگر نامزد نہ کروں تب بھی درست ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ نامزد نہیں فرما گئے۔ پھر لوگوں نے آپ کی (حقیقت پر مبنی) تعریف و توصیف شروع کی۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی میری تعریف دل سے کرتا ہے اور (شاید) کوئی میری تعریف مجھ سے ڈر کر۔ میں اپنے لیے یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ امر خلافت کے بارے میں چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ملے اور نہ ہی عذاب۔ میں اب نہ تو زندگی میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں اور نہ ہی اپنی موت کے بعد۔

ابو عبیدہ و سالم رضی اللہ عنہما کے بارے اظہار رائے:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا طُعِنَ قِيلَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ! قَالَ: مَنْ أَسْتَخْلِفُ؟ لَوْ كَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ حَيًّا اسْتَخْلَفْتُهُ، فَإِنْ سَأَلَنِي رَبِّي قُلْتُ: سَمِعْتُ نَبِيَّكَ يَقُولُ: إِنَّهُ أَمِينُ

هَٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَوْ كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ حَيًّا اسْتَخْلَفْتُهُ، فَإِنْ سَأَلَنِي رَبِّي قُلْتُ: سَمِعْتُ نَبِيَّكَ يَقُولُ: إِنَّ سَالِمًا شَدِيدُ الْحُبِّ لِلَّهِ.

تاریخ الطبری: ج4 ص227 قصۃ شوریٰ

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون الاودی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر خنجر کا وار ہوا تو آپ کے سامنے بعض لوگوں نے یہ رائے رکھی کہ امیر المومنین (ہمیں زخم گہرا معلوم ہوتا ہے اس بات کا قوی امکان ہے کہ آپ شہید ہو سکتے ہیں) اس لیے اگر آپ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کر دیں تو بہت اچھا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کس کو خلیفہ بناؤں؟ اگر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ آج زندہ ہوتے تو ان کو خلیفہ نامزد کر دیتا۔ اگر میرا رب اس بارے میں مجھ سے پوچھتا تو میں عرض کرتا کہ میں نے آپ کے نبی کی زبان اقدس سے سنا تھا کہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ اسی طرح اگر ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں نامزد کر دیتا۔ اگر میرا رب مجھ سے پوچھتا تو میں عرض کرتا کہ میں نے آپ کے نبی کی زبان اقدس سے سنا تھا کہ سالم اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے۔

امر خلافت کے بارے متعدد تدابیر کے اختیار کرنے کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جبکہ آپ جان لیوا گہرے زخموں سے چُور چُور تھے، اپنے بعد امر خلافت کے معاملے کو انتہائی اہمیت کا حامل سمجھا۔ اس کے لیے درجہ بدرجہ درج ذیل تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا:

[1]: آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے لیے چھ افراد کے نام تجویز فرمائے:

حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم

[2]: ان چھ افراد کو حکم دیا کہ خلیفہ کے انتخاب کے لیے آپس میں مشورہ کریں۔

اپنے ساتھ صرف بطور مشیر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیں۔

[3]: یہ چھ افراد تین دن کے اندر فیصلہ کریں، تین دن سے زیادہ تاخیر نہ کریں۔

[4]: حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود الِکندی رضی اللہ عنہ کو انتخابی عمل کی کارروائی کا نگران مقرر فرمایا۔

[5]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا کہ جب افراد شوریٰ کسی کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کر لیں تو جو اِن کی مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔

[6]: یہ حکم دیا کہ اگر مذکورہ چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی صورت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث تسلیم کر لیں۔ اگر ان کے فیصلہ کو سب مان لیں تو فبہا ورنہ جس طرف عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں اسی کی رائے کے مطابق خلیفہ نامزد کیا جائے۔

[7]: یہ حکم دیا کہ برابری کی صورت میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات تسلیم کرو۔

فائدہ: شق نمبر 6 اور 7 میں بہ ظاہر تعارض ہے۔ اس میں تطبیق یہ ہے کہ ان چھ افراد میں سے اگر تین ایک طرف اور تین دوسری طرف ہو جائیں تو چونکہ اب تقابل برابر ہو چکا ہے اس لیے اب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فیصل بنا دیا جائے۔ جس فریق کے حق میں وہ فیصلہ دیں اسی کے مطابق خلیفہ نامزد کر دیا جائے۔ اور اگر لوگ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں تو اب فیصلہ کا مدار حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بنایا جائے کہ جس گروہ میں وہ ہوں اسی کی رائے کے مطابق خلیفہ نامزد کر لیا جائے۔

[8]: مدت انتخاب کے دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت

کریں۔

اس حوالے سے ائمہ محدثین ومؤرخین کی چند عبارات ملاحظہ ہوں:

(1): امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث3700

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلافت کا ان حضرات سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں سمجھتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی تھے۔ پھر آپ نے عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن العوّام اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لیے۔

(2): امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث3700

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ساتھ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شریک ہو جائیں لیکن امر خلافت کے مستحق نہیں ہوں گے۔

(3): امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَا تَتْرُكْهُمْ يَمْضِي الْيَوْمُ الثَّالِثُ حَتّٰى يُؤَمِّرُوْا أَحَدَهُمْ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص277، 278 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا) آپ ان لوگوں کو ایسی حالت میں نہ چھوڑیں کہ تین دن گزر جائیں اور انہوں نے اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنایا ہو۔

(4): امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت262ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ: "يَا أَبَا طَلْحَةَ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ طَالَمَا أَعَزَّ الْإِسْلَامَ بِكُمْ، فَاخْتَرْ مِنْهُمْ". وَقَالَ لِلْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ: "إِذَا وَضَعْتُمُونِي فِي حُفْرَتِي فَاجْمَعْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ فِي بَيْتٍ حَتّٰى يَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ."

تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج3ص925 مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو طلحہ !اللہ رب العزت نے آپ لوگوں کے ذریعے اسلام کو عزت بخشی ہے اس لیے آپ ان پر نگران رہیں۔ اور حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب آپ لوگ مجھے قبر میں اتار دو تو ان لوگوں کو کسی گھر کے اندر جمع کیے رکھنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔

(5): امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

وَتَشَاوَرُوا فِي أَمْرِكُمْ وَالْأَمْرُ إِلٰى هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ فَمَنْ بَعَلَ أَمْرَكُمْ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ يَعْنِي مَنْ خَالَفَكُمْ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3ص45 ذکر شوریٰ وماکان من امرھم

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) امر خلافت میں مشورہ کرو لیکن یہ یاد رہے کہ امر خلافت انہی چھ حضرات کے درمیان ہی رہے گا۔ جو شخص (خلیفہ منتخب

ہونے کے اتفاقی موقف کا) انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

فائدہ: "مَنْ بَعَلَ أَمَرَكُمْ" کا معنیٰ ہے "مَنْ خَالَفَكُمْ" جو تمہاری مخالفت کرے

(6): امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَإِنْ رَضِيَ ثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ وَثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ فَحَكِّمُوا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ حَكَمَ لَهُ فَلْيَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ فَإِنْ لَمْ يَرْضَوْا بِحُكْمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَكُونُوا مَعَ الَّذِينَ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج 3 ص 925 مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) مذکورہ چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی صورت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث تسلیم کر لیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (دو فریقوں میں سے) جس فریق کے حق میں فیصلہ دیں ان میں سے ایک کو (خلیفہ) منتخب کر لیا جائے۔ اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلے پر اتفاق نہ ہو تو جس فریق میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں، اس فریق کے ساتھ ہو جائیں۔

(7): امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَإِنِ اجْتَمَعَ رَأْيُ ثَلَاثَةٍ وَثَلَاثَةٍ فَاتَّبِعُوا صِنْفَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 45 ذکر الشوریٰ وما کان من امرھم

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی

صورت میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا۔ ان کی بات سننا اور اس پر عمل کرنا۔

(8): امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لِيُصَلِّ لَكُمْ صُهَيْبٌ ثَلَاثًا.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص262 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ) آپ کو تین دن تک نماز حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے۔

فائدہ: شوریٰ کے مذکورہ چھ افراد میں سے کسی کو امامت نہیں سونپی کہ کہیں اسے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسے اَمرِ خلافت کی نامزدگی نہ تصور کر لیا جائے۔

اپنے مابعد خلیفہ کو وصیت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1392

ترجمہ: میں اپنے مابعد (منتخب ہونے والے) خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ اولین مہاجرین کی قربانیوں کی وجہ سے ان کے ساتھ بھلائی کرتا رہے، ان کا حق پہچانے اور

ان کی عزت کا خیال رکھے۔ میں اسے انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھی بھلائی کا معاملہ کرتا رہے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین صحابہ کو) مدینہ میں جگہ دی اور ایمان پر ثابت قدم رہے (خلیفہ) ان کے نیک لوگوں کی قدر کرے اور ان کے قصوروار کو معاف کرے۔ نیز میری یہ بھی وصیت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کا خیال رکھے۔ یعنی غیر مسلموں سے جو وعدہ کیا جائے اسے پورا کیا جائے، (اگر وہ جزیہ دیتے رہیں تو انہیں ستایا نہ جائے) اور ان کے سوا دوسرے کافروں سے قتال کیا جائے اور ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

آخری وقت آخر میں غلبہ خوف خدا:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ حِينَ طُعِنَ ، فَقُلْتُ : أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، أَسْلَمْتَ حِينَ كَفَرَ النَّاسُ وَجَاهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ حِينَ خَذَلَهُ النَّاسُ ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِي خِلاَفَتِكَ اثْنَانِ ، وَقُتِلْتَ شَهِيدًا ، فَقَالَ : أَعِدْ عَلَيَّ ، فَأَعَدْتُّ عَلَيْهِ فَقَالَ : وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَوْ أَنَّ لِي مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ هَوْلِ الْمَطْلَعِ۔

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 35635

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (خنجر کے وار سے) زخمی کیا گیا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: اے امیر المومنین! آپ جنت کی خوشخبری قبول فرمائیں۔ جب

لوگوں نے کفر کیا آپ اس وقت اسلام لائے، جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا تب آپ نے ان کی معیت میں جہاد کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت (ایسی متفق علیہا) تھی کہ جس میں دو بندوں کا بھی اختلاف نہیں ہوا۔ اب آپ کا وقت رخصت ہے تو مقتول ہو کر شہادت کے درجے پر فائز ہو رہے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ ذرا پھر سے کہو! میں اپنی بات دہرائی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں! اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں قیامت کی ہولناکی سے نجات حاصل کرنے کے لیے زمین کے زرد (سونا) اور سفید (چاندی) سارے خزانے لٹا دیتا۔

روضہ اقدس میں دفن ہونے کی خواہش:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ! اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ، فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمُوا ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 1392

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون الاودی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں عمر بن

خطاب کو (زخمی حالت) میں دیکھا۔ آپ نے (اپنے بیٹے) عبد اللہ بن عمر کو فرمایا: بیٹا! ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے جاؤ۔ ان کی خدمت میں میرا سلام پیش کرو اور یہ بات عرض کرو کہ میری (آخری) خواہش ہے کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں (نبی و صدیق) کے قریب دفن ہونا چاہتا ہوں۔ (ابن عمر تشریف لے گئے، آپ کا پیغام پہنچایا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ارادہ تو میرا اپنا تھا (روضہ اقدس میں دفن ہونے کا) لیکن میں اپنے آپ پر آپ کو آج کے دن ترجیح دیتی ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عمر واپس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط اشتیاق میں پوچھا کہ کیا جواب لائے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس سعادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا: جس قدر مجھے اس مبارک مقام (روضۃ الرسول) دفن ہونے کا خیال تھا اتنا مجھے کسی اور چیز کا خیال نہیں تھا۔ (ابھی تو سیدہ عائشہ نے اجازت دے دی ہے شاید میرے امیر المومنین ہونے کی رعایت رکھی ہو لیکن) جب میری روح قبض کر لی جائے (یعنی شہید ہو جاؤں تو ایک بار پھر) میرا جنازہ لے جانا، ام المومنین سیدہ عائشہ کو سلام کرنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ (چونکہ اب میری موجودہ حیثیت حاکم ہونے کی نہیں ہو گی جس کی وجہ سے انہیں فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری ہو) اگر وہ اجازت دیں تو دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

غسل، کفن اور جنازہ:

امام مالک بن انس بن مالک بن عامر المدنی رحمہ اللہ (ت 179ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ، وَ كُفِّنَ، وَصُلِّيَ عَلَيْهِ.

وَكَانَ شَهِيداً۔

موطا الامام مالک، رقم الحدیث:1683

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (جب شہید ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو) غسل دیا گیا، کفن دیا گیا، آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔

حضرت عمر کا جنازہ:

امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: سَأَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ: مَنْ صَلّٰى عَلٰى عُمَرَ؟ قَالَ: صُهَيْبٌ. قَالَ: كَمْ كَبَّرَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: أَرْبَعًا.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص280 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت صالح بن ابی حسان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ۔ علی بن حسین نے پوچھا کہ آپ کا جنازہ کتنی تکبیرات کے ساتھ ادا کیا گیا؟ جواب دیا کہ چار تکبیرات کے ساتھ۔

قبر مبارک میں کس نے اتارا؟

امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : نَزَلَ فِي قَبْرِ عُمَرَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَصُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص281 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے لیے عثمان بن عفان، سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل، صہیب بن سِنان

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے۔ (اور آپ کو دفن فرمایا)

یوم شہادت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: طُعِنَ عُمَرُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ، وَدُفِنَ يَوْمَ الْأَحَدِ صَبَاحَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص148 ثم دخلت سنۃ ثلاث و عشرین

ترجمہ: اسماعیل بن محمد بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ 23 ہجری 26 ذوالحج بروز بدھ ماہ ذوالحج کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا۔ بروز اتوار یکم محرم الحرام سن 24 ہجری آپ کو دفن کیا گیا۔

مدت خلافت:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ:......فَكَانَتْ وِلَايَتُهُ عَشْرَ سِنِينَ وَخَمْسَةَ أَشْهُرٍ وَأَحَدًا وَعِشْرِينَ يَوْمًا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص148 ثم دخلت سنۃ ثلاث و عشرین

ترجمہ: اسماعیل بن محمد بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ کی خلافت کا زمانہ دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن ہے۔

تدفین عمر کے بعد حضرت عائشہ کا طرز عمل:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت241ھ) روایت نقل

کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِيْ دُفِنَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُوْلُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

مسند احمد: ج42 ص440 رقم الحدیث 25660

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میرے گھر کے جس کمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی قبریں تھیں میں وہاں اپنے سر پر دوپٹہ نہ ہونے کی حالت میں بھی چلی جاتی تھی کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ یہاں صرف میرے شوہر اور میرے والد ہی تو ہیں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی وہاں تدفین ہوئی تو بخدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے میں جب بھی اس کمرے میں گئی تو اپنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر ہی گئی۔

اشکال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ منوں مٹی کے نیچے سے دیکھ رہے تھے تو کیا ایک دوپٹے سے نہیں دیکھ سکتے تھے؟

جواب:

[1]: جس طرح لوہے کا ایک ٹکڑا جو ایک میٹر چوڑا اور ستر سو میٹر لمبا ہو تو اگر اس کی ایک جانب سے کرنٹ گزارا جائے تو دوسری جانب پہنچ جاتا ہے لیکن اگر اس لوہے کے درمیان آدھے انچ سے بھی چھوٹا ربڑ کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو کرنٹ دوسری جانب پاس نہیں ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ جنس کے بدلنے سے اثر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے کہ مٹی؛ جنسِ انسانی سے ہے اس لیے اس سے نگاہ گزر سکتی ہے لیکن کپڑا غیر

جنس ہے اس لیے اس سے نگاہ نہیں گزر سکتی۔

[2]: فہمِ عائشہ رضی اللہ عنہا ہماری فہم سے بالاتر ہے۔

شہادت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَيَدْعُونَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے۔ میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا۔ میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔